ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوّت

ملتان

رجب ۱۴۲۵ھ
ستمبر 2004ء

9

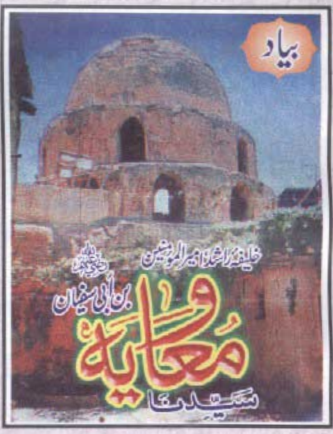

دینی مدارس کے خلاف آپریشن کی نئی مہم

تاریخ، پروپیگنڈہ اور بلیدانِ عصر

امریکی صدارتی انتخابات اور عبرت گاہ عراق

مرزا قادیانی کی ''عبادات''

اخبار الاحرار

الیاس

توحید و ختم نبوت کے علمبردار و ایک ہو جاؤ! (مجددِ احرار سید ابوذر بخاریؒ)

سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس لاہور

یوم تحفظ ختم نبوت کے مبارک موقع پر

7 ستمبر 2004ء بروز منگل بعد نمازِ عشاء

دفتر احرار 69/c حسین سٹریٹ وحدت روڈ، نیو مسلم ٹاؤن لاہور

صدارت

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سیّد عطاء المُہیمن بُخاری مدظلہ
امیر مجلس احرار اسلام

زیر سرپرستی

جناب
چودھری ثناء اللہ بھٹہ
نائب امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

مہمانِ خصوصی

حضرت
صاحبزادہ رشید احمد صاحب
خلف الرشید حضرت خواجہ خان محمد دامت برکاتہم

- جناب پروفیسر عبدالرحمٰن مکی (جماعت الدعوۃ پاکستان)
- جناب حافظ سلمان بٹ (ایم این اے۔ جماعت اسلامی)
- جناب مولانا محمد امجد خان (جمعیت علماء اسلام)
- جناب پروفیسر خالد شبیر احمد (سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام)
- ممتاز صحافی جناب حافظ شفیق الرحمٰن (لاہور)
- ممتاز صحافی جناب سید یونس الحسنی (لاہور)
- سید محمد کفیل بخاری (مدیر: ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' ملتان)
- چودھری ظفر اقبال ایڈووکیٹ (مجلس احرار اسلام لاہور)
- جناب نوابزادہ منصور احمد خان (پاکستان جمہوری پارٹی)
- جناب خواجہ محمد سعد رفیق (ایم این اے۔ مسلم لیگ ن)
- مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی (خلافت راشدہ کونسل)
- جناب عبداللطیف خالد چیمہ (مجلس احرار اسلام)
- جناب حافظ غلام حسین کلیالوی (تنظیم تحفظ ختم نبوت)
- جناب راؤ عبدالنعیم نعمانی (مجلس احرار اسلام)
- جناب علامہ محمد ممتاز اعوان (لاہور)
- جناب قاری محمد یوسف احرار (لاہور)

شعبہ نشر و اشاعت

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام لاہور

رابطہ لاہور 042-5865465 ملتان: 061-511961 چیچہ وطنی: 0445-482253 چناب نگر: 04524-211523

ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

REGD.M#32

جلد 15 شمارہ 9 ستمبر 2004ء رجب ۱۴۲۵ھ

ISSN 1811-5411

بیاد: سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

معاون مدیر

شیخ حبیب الرحمن بٹالوی

رفقاء فکر

چوہدری ثناء اللہ بھٹہ، پروفیسر خالد شبیر احمد

عبداللطیف خالد چیمہ، سید یونس الحسنی

مولانا محمد مغیرہ، محمد عمر فاروق

آرٹ ایڈیٹر

الیاس میراں پوری

i4ilyas1@hotmail.com

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد

زرتعاون سالانہ

اندرون ملک: 150 روپے

بیرون ملک: 1000 روپے

فی شمارہ: 15 روپے

ترسیل زر بنام: "نقیب ختم نبوت"

اکاؤنٹ نمبر: 5278-1

یو بی ایل چوک مہربان ملتان

تشکیل

دل کی بات	دینی مدارس کے خلاف آپریشن کی نئی مہم	مدیر	3
دین و دانش:	درس قرآن	محمد احمد حافظ	5
//	درس حدیث	یحییٰ نعمانی	8
//	خلافت و ملوکیت (قسط:۶)	پروفیسر طاہر الہاشمی	10
//	سیدنا معاویہ بن ابی سفیانؓ	ابو معاویہ رحمانی	16
شاعری:	حمد (بابر فاروق راشد) نعت (شورش کاشمیریؒ)		22
	بحضور شہیدانِ ختم نبوت (محمد عمر فاروق)		
	پیچھے کون ہے؟ (ہاتف صحرائی) غزل (سید کاشف گیلانی)		
تاریخ و تحقیق:	تاریخ، پروپیگنڈہ اور بلیدانِ عصر	سید عطاء المحسن بخاری	27
افکار:	موجودہ دور اور احرار کا منشور	پروفیسر خالد شبیر احمد	32
//	امریکی صدارتی انتخابات اور عبرت گاہ عراق	سید یونس الحسنی	35
ردِّ قادیانیت:	مرزا قادیانی کی "عبادات"	مولانا محمد مغیرہ	38
تاریخ احرار:	7 ستمبر..... قادیانیت کا یوم حساب	الیاس میراں پوری	42
کہانی:	خوبصورت آنکھ	شیخ حبیب الرحمن بٹالوی	47
یادِ رفتگاں:	آہ! مولانا عبدالرشید رحمہ اللہ	حافظ حبیب اللہ چیمہ	48
انتخاب:	"دین اسلام" (چودھری افضل حقؒ)	محمد یوسف شاد	49
حسن انتقاد:	تبصرہ کتب (مولانا محمد مغیرہ، آزاد ملتانی، ابوالادیب)		51
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام پاک و ہند کی سرگرمیاں	ادارہ	55
آخری صفحہ:		ساغر اقبالی	64

مقام اشاعت: دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

ای میل ایڈریس: majlisahrar@hotmail.com majlisahrar@yahoo.com

فون 061-511961

تحریک تحفظ ختم نبوۃ شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

نورِ ہدایت

القرآن

''اور اللہ ایک بستی کی مثال بیان فرماتا ہے کہ (ہر طرح) امن چین سے بستی تھی۔ ہر طرف سے رزق بافراغت چلا آتا تھا۔ مگر ان لوگوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے ان کے اعمال کے سبب ان کو بھوک اور خوف کا لباس پہنا کر (ناشکری کا) مزہ چکھا دیا۔''

(النحل۔ آیت: ۱۱۲)

الحدیث

''حضرت ابوالدرداؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کی اپنے بھائی کے لیے غائبانہ دُعا قبول ہوتی ہے، اس کے پاس ایک فرشتہ ہے، جس کی یہ ڈیوٹی ہے کہ جب وہ اپنے کسی بھائی کے لیے (غائبانہ) کوئی اچھی دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے: تیری یہ دعا اللہ تعالیٰ قبول کرے اور تیرے لیے بھی اسی طرح کا خیر عطا فرمائے۔'' (صحیح مسلم)

الآثار

''غریب پر یہ رحم نہیں کہ اسے اُمرا خیرات دیں، بلکہ نظامِ حکومت میں ایسی تبدیلی کی جائے کہ غریب لوگ شخصی خودداری کو چھوڑے بغیر حکومت سے امداد حاصل کرنا ملکی حق سمجھیں حکومت کا واحد مقصد یہ ہو کہ ملک کے مالیات کو مضبوط بنیادوں پر کھڑا کر کے ابنائے وطن کو افلاس کی ذلت سے بچایا جائے۔ ملک کی دولت کو ایک جگہ پڑا رہنے اور ایک جگہ جمع ہونے سے اس اسلوب سے روکا جائے کہ ایک طرف غنی اور دوسری طرف گدا پیدا نہ ہوں، اور سرمایا دار مزدور کو لوٹنا پیدائشی حق نہ سمجھے۔ ملک کا ہر فرد بشر خوشحال ہو اور وہ فطرت کے لازوال حُسن اور قدرت کے لاتعداد مناظر سے لطف اندوز ہو کر دن خوشی میں اور رات امن سے بسر کرے۔''

(''آزادیٔ ہند''۔ چودھری افضل حقؒ)

دل کی بات

دینی مدارس کے خلاف آپریشن کی نئی مہم

پاکستان کے دینی مدارس حکمرانوں کی آنکھوں میں خار بن کر بری طرح کھٹک رہے ہیں اور حکمران کسی نہ کسی طرح ان کے گرد گھیرا تنگ کر کے‘ انہیں اپنے نصب العین اور خدمت دین کے اعلیٰ وارفع مقاصد سے ہٹا کر امریکی ایجنڈے اور عزائم کی تکمیل کرنا چاہتے ہیں۔ ایک منظّم منصوبہ بندی کے تحت گزشتہ ماہ سے دینی مدارس پر پولیس چھاپوں، علماء، مدرسین اور طلباء پر ۱۶۔ ایم پی او اور دیگر دفعات میں جھوٹے مقدمات قائم کر کے انہیں گرفتار کرنے، دینِ اسلام کے اِن نہتے خدام پر ظلم وتشدد کرنے اور انہیں قتل کرنے، خوف و ہراس اور وحشت و دہشت کا ماحول پیدا کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔ خاص طور پر دینی مدارس کے نصابِ تعلیم میں تبدیلی کے حکومتی عزائم کی شکست اور علماء کی فتح کے بعد ایسی ظالمانہ سرگرمیوں میں تیزی آئی ہے۔

حضرت مفتی نظام الدین شامزئی کی شہادت، جامعۃ الرشید کراچی کی وین پر حملے کے نتیجے میں جامعہ کے خادم کی شہادت، جامعہ بنوریہ کراچی کے ریسٹورنٹ میں بم دھماکے اور طلباء کی شہادت، متحدہ مجلس عمل فیصل آباد کے رہنما قاری نور محمد کی پولیس حراست میں تشدد سے شہادت، مسجد مبارک فیصل آباد پر پولیس چھاپہ اور علماء وطلباء کی گرفتاریاں، لال مسجد اسلام آباد، جامعہ فریدیہ اسلام آباد اور مدرسہ حفصہ (للبنات) اسلام آباد پر پولیس چھاپے، مسجدوں کی بے حرمتی، چادر اور چار دیواری کے تقدس کی پامالی اور اسی طرح ملک کے مختلف شہروں میں قومی محافظ پولیس کی اسی قماش کی کارروائیاں آخر کس پروگرام اور منصوبے کا حصہ ہیں؟ کیا حکومت دینی قوتوں کو ہراساں کر کے‘ ان پر خوف اور دہشت مسلط کر کے‘ پابند سلاسل کر کے، تشدد کے ذریعے، قتل کر کے خدمتِ دین کے عظیم الشان نصب العین سے دور کر سکے گی؟ ہم سمجھتے ہیں یہ محض ایک خواب ہے‘ جس کی تعبیر اہل دین کے حق میں تو یقیناً ہو گی مگر دین دشمنوں، کرائے کے قاتلوں اور امریکی نوکروں کے حق میں کبھی نہیں ہو گی۔

دینی مدارس کا نسب نامہ ارض حرم کی پہلی درس گاہوں ’’دار ارقم‘‘ اور ’’صُفّہ‘‘ سے جا ملتا ہے۔ آزمائشیں اُن اصحابِ صدق وصفا پر بھی آئی تھیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے منتخب اور محبوب تھے۔ اُن قدسی صفت انسانوں کی کامیابی کا راز یہی تھا کہ انہوں نے ایمان قبول کیا۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ عہدِ وفا کو پورا کیا، دین اسلام پر کامل استقامت اختیار کی، آزمائش ومصیبت میں صبر کیا اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی۔ پھر ربِ رحیم وکریم اُن پر مہربان ہوا

،اس کی مدد آئی اور وہ دین کی جہدِ مبین میں سرخرو ہو گئے۔

دارالعلوم دیوبند میں انار کے پودے کے نیچے چٹائی پر بیٹھ کر تعلیمِ دین کے جس مقدس کام کا آغاز ہوا تھا' وہ زوال آشنا نہیں ہوگا۔ محمد قاسم نانوتویؒ اور محمود حسنؒ کی علمی، سیاسی اور جہادی تحریک نے برصغیر کو آزادی سے ہمکنار کیا اور اسی تحریک کے اثرات آج وسطی ایشیاء اور یورپ تک پھیل چکے ہیں۔ مصائب اُن پر بھی آئے لیکن وہ ثابت قدم رہے۔ اور پھر و کان حقاً علینا نصر المومنین کے مصداق بن گئے۔

قارئین! جب آپ یہ سطور پڑھ رہے ہوں گے۔ اس وقت وطن عزیز کی باگ ڈور ایک نئے نویلے امپورٹڈ وزیراعظم جناب شوکت عزیز کے ہاتھوں میں ہوگی۔ ہمیں کوئی خوش فہمی نہیں۔ ان سے بھی وہی کچھ ہونے کی امید ہے' جوان کے پیشرو کرتے رہے ہیں۔ اقتدار کی اس میوزیکل چیئر کے تمام کردار ایک جیسے ہیں۔ ان میں ہمارے قبیلے کا کوئی بھی فرد شامل نہیں۔

دینی مدارس کے علماء وطلباء، دینی جماعتوں اور اداروں کے رہنما خوب جانتے ہیں کہ امریکی انتخابات میں بش کامیاب ہوں یا جان کیری اور پاکستان میں شوکت عزیز وزیراعظم بنیں یا کوئی اور' انہیں اس کا کچھ فائدہ نہیں۔ ان کا فائدہ صرف اور صرف اسی میں ہے کہ چہار جانب سے بے نیاز ہوکر' سیاستِ افرنگ کے ہزار دامِ فریب سے نکل کر' شش جہات میں قرآن کا پیغام پہنچانا ہے۔ حدیث کا درس دینا ہے اور اسوۂ رسول اکرم ﷺ کو عام کرنا ہے۔
ہمیں تو رہروؤں کی ٹھوکریں کھانا' مگر جانا ہے۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید، مولانا محمد اعظم طارق شہید اور مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہم اللہ کے وارث اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں۔ مولانا عبداللہ شہید کے فرزندان مولانا عبدالعزیز اور مولانا عبدالرشید غازی کے حوصلے بلند ہیں۔ مفتی محمد نعیم نے صبر کا دامن نہیں چھوڑا۔ جامعتہ الرشید کے خادمانِ دین پرعزم ہیں۔ قاری نور محمد شہید کے ورثا استقامت کا پہاڑ ہیں اور پاکستان کے تمام دینی مدارس کے علماء وطلباء، دینی جماعتوں کے قائدین اور کارکنان اپنی منزل کی طرف عزم، حوصلے، صبر اور ہمت کے ساتھ رواں دواں ہیں۔ یہ مصائب، مشکلات، آفات و بلیات' سب عارضی ہیں۔ آخر اللہ کا دین غالب آئے گا۔ وانتم الاعلون ان کنتم مومنین

ہر چند بگولہ مضطر ہے' اک جوش تو اس کے اندر ہے
اک رقص تو ہے اک وجد تو ہے' بے چین سہی برباد سہی

درس قرآن

محمد احمد حافظ

تقویٰ اور آخرت کے لیے زادِ راہ

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَo وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰہَ فَاَنْسَاھُمْ اَنْفُسَھُمْ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَاسِقُوْنَo لَا یَسْتَوِیْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَo

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر ایک شخص دیکھ بھال لے کہ کل (قیامت) کے لیے اس نے کیا (ذخیرہ) بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کی خبر ہے اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے بے پروائی کی تو اللہ نے انہیں خود ان کی جان سے بے پروا بنا دیا۔ یہی لوگ نافرمان ہیں۔ اہل جنت اور اہلِ دوزخ برابر نہیں ہیں۔ اصحاب جنت تو کامیاب لوگ ہیں۔'' (الحشر: آیات ۱۸ تا ۲۰)

تقویٰ

اللہ تعالیٰ نے اپنے صاحبِ ایمان بندوں کو مخاطب فرمایا ہے جو اللہ کی ذات اور روز قیامت اس کی ملاقات پر اور رسول ﷺ کی ذات اور ان کی رسالت پر ایمان و یقین رکھتے ہیں۔ کیونکہ دراصل یہی لوگ اللہ کی نداء پر کان دھرتے اور اس کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ اس نے انہیں مخاطب فرما کر پہلا حکم تو یہ دیا کہ تم لوگ اللہ کا تقویٰ (دلوں کا ادب وخلوص اور لحاظ) اختیار کرو۔ تقویٰ اس خوف وخشیت کا نام ہے کہ جس شخص میں موجود ہوگا' وہ اس شخص کو ادائے فرائض اور ترک محرمات پر آمادہ کرتا رہے اور اسی طرح اسے صالح اور امورِ خیر کی طرف سبقت کرنے کا جذبہ ابھارتا رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہر شخص کو اس بات کی طرف متوجہ فرمایا ہے کہ وہ یہ فکر پیدا کرے کہ اس نے قیامت میں اچھا بدلہ حاصل کرنے کے لیے اعمالِ صالحہ کا کتنا ذخیرہ پہلے سے جمع کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں (ماقدمت لغد) فرمایا ہے۔ غد (کل) سے مراد روز قیامت ہے۔ کیونکہ وہی روز جزاء و روز حساب ہے جہاں ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ملے گا اور ہر برائی اور ہر گناہ کی سزا صرف ایک ہی ملے گی۔ کسی پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

تزکیہ

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کا حکم دو بار دیا ہے۔ اس میں نکتہ یہ ہے کہ جس طرح ادائے فرائض میں تقویٰ ضروری ہے' اسی طرح محرمات وممنوعات کے ترک واجتناب کے لیے بھی تقویٰ ضروری ہے۔ لہٰذا اللہ کا خوف بھی دل میں رکھو کہ اس کے فرائض پر عمل آسان ہو اور اس کی فرمانبرداری اختیار کر کے اس کے عذاب سے ڈرتے رہو کیونکہ اللہ و رسول ﷺ کی

اسی فرمانبرداری کے نتیجہ میں نفس کا تزکیہ ہوتا ہے۔ ہم سب اپنے جس قول اور جس علم کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی کرتے ہیں۔ اگر یہ سب ان کی جملہ شرطوں کی پابندی کے ساتھ ادا ہوتا ہے تو ان سے حسنات کا ثمرہ حاصل ہوتا ہے اور نفس بشری کا تزکیہ ہوتا ہے۔ ایسے ہی جن باتوں اور جن کاموں سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں روکا اور منع فرمایا ہے۔ اگر ہم اس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے ان باتوں کا ارتکاب کرتے ہیں تو اس کے نتیجہ میں ہمارے نفوس خبیث اور گندے ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آیت کے اخیر میں اسی بات کو ہر دم ملحوظ رکھنے کے لیے یہ فرمایا ہے: "اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ" (اللہ تعالیٰ تمہارے تمام کاموں سے باخبر ہے) اس سے مقصود دل میں اس مراقبہ کا بیدار کرنا ہے کہ کسی وقت بھی تم اللہ تعالیٰ کی نگرانی اور اس کی آگاہی سے غفلت نہ برتو ہر معاملہ میں اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے رہو۔ نیک کاموں کے کرنے میں سبقت اور برائیوں سے بچنے میں پہل کرتے رہو۔ اس طرح نفس میں طہارت و پاکیزگی پیدا ہوگی اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا حقدار ہو جائے گا اور عالم ملکوت میں اس کا مقام قرب حاصل کر سکے گا۔

دوسری آیت میں اس طرح نصیحت فرمائی گئی ہے کہ (اے اہل ایمان! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے پروائی کی (اس کے احکام کو پس پشت ڈال دیا) تو اللہ نے خود انہیں ان کی جانوں سے بے پروا کر دیا۔ یہ لوگ نافرمان ہیں)

نافرمانی کی سزا

چونکہ اہل ایمان اللہ کے خاص بندے اور اس کے دوست ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی نقصان دہ اور بری باتوں سے جو ان کی شقاوت و بدبختی کا سبب بنیں از راہِ رحمت یہ نصیحت فرما دی ہے کہ تم ایسے کام نہ کرو اور ایسے نہ بنو جیسے کچھ لوگ پہلے بن چکے ہیں کہ انہوں نے اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت ترک کر دی اور لاپروائی برتی تو اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں یہ سزا دی کہ وہ خود اپنی جانوں ہی سے لاپروا ہو گئے اور جن کاموں سے نفس کو فائدہ پہنچ سکتا تھا' نفس میں پاکیزگی و طہارت آ سکتی تھی' ایسے کام انہوں نے نہیں کئے ورنہ ان کے نفوس بھی پاک ہو جاتے اور وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے انہیں جنت میں مقام قرب ملتا جو اس کے مکرم بندوں کا ٹھکانا ہے مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کی قدیم سنت اور ناقابل تبدیل طریقہ یہی ہے کہ جو شخص بھی اسے بھول جائے اور نفس کی اطاعت کرنے لگے' معاصی و شہوات میں وہ حد سے آگے بڑھ جاتا ہے اور پھر وہ فاسقوں میں شمار ہونے لگتا ہے۔

یہ سب اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ اس نے خود ہی اپنے نفس کو بھلا دیا اور ایسے کام نہ کئے جن سے نفس کو پاکیزگی حاصل ہو جو کہ فرائض و واجبات کو اللہ و رسول ﷺ کی مرضی کے مطابق ادا کرنے اور ممنوعات و محرمات سے اجتناب کرنے ہی کے ذریعے حاصل ہوا کرتی ہے۔

انجام

آخر میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اس نداءِ رحمت کو یہ فرما کر ختم کیا ہے: لَا یَسْتَوِیْ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ مقصد یہ ہے کہ اہل طاعت واہل معصیت باہم ایک دوسرے کے برابر نہیں ہوسکتے۔ راہِ حق پر ثابت قدم رہنے والے اہل حق اور راہ حق سے منحرف ہونے والے اہل زیغ واہل فسق باہم برابر نہیں ہوسکتے۔ اس لیے کہ اہل دوزخ کا انجام تو بدبختی وشقاوت اور حرمان وخسران ہے جبکہ اہل جنت کا انجام اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کا حصول ہے۔ اہل دوزخ نار کے آخری درجے میں ہوں گے جبکہ اصحاب جنت، جنت العلیٰ میں ہوں گے۔

الہدیٰ

☆...... اللہ تعالیٰ کی محبوب ودل پسند باتوں پر عمل کرنا اور اس کی ناپسندیدہ مکروہ چیزوں سے پرہیز کرنا واجب ہے۔

☆...... اللہ تعالیٰ ہر دم ہمارا نگراں ہے اور ہمارے ہر کام کی خبر رکھتا ہے۔ ہر وقت یہ مراقبہ ضروری ہے کہ معصیت میں مبتلا ہونے سے بچ سکے۔

☆...... اس بات سے ڈرتے رہنا چاہیے کہ ہم خود فراموشی میں مبتلا نہ ہوں کیونکہ یہ خود فراموشی ہی بڑھتے بڑھتے خدا فراموشی کا سبب بن جاتی ہے پھر مومن معصیت وفسق میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

☆...... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک طویل خطبہ کی یہ چار باتیں یاد رکھنے کے قابل ہیں۔

(الف) جو بات بھی اللہ کی رضا جوئی کے لیے نہ ہو، اس میں کوئی بھلائی نہیں۔

(ب) جو مال اللہ کی راہ میں (جہاں خرچ کرنا اللہ نے بتایا ہو) خرچ نہ کیا جائے، اس میں کوئی بھلائی نہیں۔

(ج) جس کی جہالت ونادانی اس کے علم وحلم پر غالب ہو، اس میں کوئی بھلائی نہیں۔

(د) جو شخص اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی کی ملامت کا خوف کرے اس میں کوئی بھلائی نہیں۔

درس حدیث

مولانا یحییٰ نعمانی (الفرقان، لکھنؤ)

استقامت

عربی زبان میں استقامت کے معنی ہوتے ہیں ''بالکل سیدھا ہونا''۔ خاص دینی اصطلاح میں استقامت کے معنی ہوتے ہیں کہ اللہ اور اس کے دین پر ایمان لانے کے بعد بندہ شرعی احکام پر ٹھیک ٹھیک کاربند ہو، اور اس کا حال یہ ہو کہ کوئی رغبت اور چاہت، کوئی طمع و لالچ اور کوئی خوف وخطرہ اس کو دین پر قائم رہنے اور اس کے احکام پر کاربند ہونے سے نہ روک سکے۔ اور وہ زندگی کے ہر کام میں اور اپنے فکر وعمل کے ہر پہلو میں بالکل ٹھیک ٹھیک دین کے معیار پر قائم رہنے کی کوشش کرتا ہو۔ دین پر ہر حال میں جمے رہنے اور مستقل شریعت کی ٹھیک ٹھیک پابندی کی اس صفت کو قرآن وحدیث میں استقامت کا نام دیا گیا ہے۔ اور اس صفت کے حامل مومن کا اللہ کی نگاہ میں بڑا مرتبہ اور عزت وسرخروئی کا مقام ہے۔

قرآن مجید میں آنحضرت ﷺ کو مخاطب بنا کر ارشاد فرمایا گیا ہے کہ تم سے پہلے انبیاء کو جب اللہ نے اپنی کتاب اور اپنے دین کے ساتھ بھیجا تو ان کو مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ اب اگر تم کو بھی مخالفتوں اور دشمنیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے تو یہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ اس راستے میں کفر کی مخالفت، شیطان کے وسوسوں اور چرکوں، نیز نفسانی خواہشات کا مقابلہ کرنا ہی پڑتا ہے۔ اس لئے طے کرلو اے محمد تم بھی اور تم پر ایمان لانے والے وہ لوگ بھی جنہوں نے اللہ سے ناطہ جوڑا اور اس سے لو لگائی ہے کہ اللہ نے جیسا جیسا حکم کیا ہے اس پر ٹھیک ٹھیک قائم رہو گے۔ اور کافروں اور مشرکوں کے طریقے کی طرف ذرا نہ مائل ہونا ورنہ عذابِ جہنم ہے اور کوئی اللہ سے بچانے والا نہیں۔

ولقد آتَیْنَا مُوسیٰ الکِتَابَ فَاخْتُلِفَ فِیْهِ، وَلَوْ لَا کَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّکَ لَقُضِیَ بَیْنَهُمْ، وَاِنَّهُمْ لَفِیْ شَکٍّ مِنْهُ مُرِیْبٌ ○ وَاِنَّ کُلًّا لَّمَّا لَیُوَفِّیَنَّهُم رَبُّکَ اَعْمَالَهُم اِنَّه بِمَا یَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ○ فَاسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَکَ وَلَا یَطْغَوْا، اِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ○ وَلَا تَرْکَنُوْا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ، وَمَا لَکُم مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِیَاءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ○

اور ہم نے موسیٰ کو (بھی) کتاب دی تھی، سو اس میں بھی اختلاف کیا گیا، اور اگر ایک بات پہلے سے ہی تمہارے رب کی طرف سے نہ ٹھہر گئی ہوتی تو ان کے درمیان فیصلہ (تو کب ہی) ہو چکا ہوتا۔ اور یہ لوگ اس (کتاب قرآن) کی طرف سے شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ بے شک سب کو ہی آپ کا رب ان کے اعمال کا بدلہ پورا پورا دے گا، اس کو ان کے اعمال کی پوری خبر ہے۔ سو (اے پیغمبر) جیسا تم کو حکم ہوتا ہے (اس پر) تم اور جو لوگ تمہارے ساتھ تائب ہوئے ہیں' قائم رہو اور حد سے تجاوز نہ کرنا۔ وہ تمہارے سب اعمال کو دیکھ رہا ہے اور ان ظلم کرنے والے (کافروں اور مشرکوں) کی طرف ذرا نہ مائل ہونا، ورنہ تمہیں (بھی دوزخ کی) آگ پکڑ لے گی، اور (اس وقت) اللہ کے مقابلہ میں تمہارا کوئی ساتھ دینے والا نہیں ہوگا، پھر تمہاری مدد بھی

نہیں کی جائے گی۔ (ہود ۱۱۰-۱۱۴)

اللہ کے احکام کی پابندی اور دین پر استقامت دراصل سچے ایمان کا لازمی نتیجہ ہے۔ سورہ احقاف میں ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ (آیت ۱۳)

بے شک جن لوگوں نے کہا: اللہ ہے ہمارا رب پھر (اس عہد پر) جم گئے، تو ان کے لئے (آخرت میں) نہ کوئی ڈر ہے نہ کوئی غم۔

یعنی جن لوگوں نے یہ مان لیا کہ ہمارا مالک اور رب بس اللہ ہے، اور یہ عہد کر لیا کہ ہم اسی کے بندے ہیں پھر اپنے اس معاہدے پر ٹھیک ٹھیک قائم رہے اور زندگی ویسی ہی گذاری جیسی اس عہد کے بعد گزارنی چاہئے تھی تو ان کو آخرت میں کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ کسی بات پر غم اور افسوس۔

استقامت کے ساتھ اس عہدِ بندگی کی پابندی کرنے والا بندہ جو وہ ایمان لانے کے ساتھ اپنے مالک سے کرتا ہے اللہ کو کس قدر محبوب ہے اور اس کی نگاہ میں اس کا کیا مقام ہے، اور وہ اپنے ایسے محبوب بندوں کی دنیا وآخرت میں کیسی مدد کرتا ہے اور ہر حال میں اور ہر وقت ان کی دل بستگی کے کیسے کیسے انتظام کرتا ہے اور آخرت میں ان کے لیے کیسا عظیم الشان اجر و ثواب ہے۔ یہ سب بڑی وجد آفریں حقیقتیں ہیں، قرآن نے ان کو بیان کیا ہے۔ اور ایسے بیان کیا ہے کہ انداز بیان سے چھلکتا اور جھلکتا ہے کہ استقامت کے ساتھ اللہ کی راہ پر جمنے والے یہ بندے اپنے مالک کو کس قدر عزیز ہیں......! ارشاد ہوتا ہے:

"اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْ رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَبْشِرُوا بِالْجَنَّۃِ الَّتِی کُنْتُمْ تُوعَدُوْنَ ○ نَحْنُ اَوْلِیَاؤُکُمْ فِی الْحَیَاۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ ○ نُزُلاً مِّنْ غَفُوْرٍ الرَّحِیْمٍ ○ (حم السجدہ: آیات: ۳۰ تا ۳۲)

یعنی جن بندوں نے اس کا اقرار کیا اور مان لیا کہ ہمارا رب اللہ ہی ہے اور ہم اس کے بندے ہیں پھر اپنے اس ایمان وعہد پر وہ جم گئے اور اس سے وفاداری اور اسی کی فرماں برداری والی زندگی گزارتے رہے، اللہ کے ان بندوں پر فرشتے اترتے ہیں، اور ان کو خوش اور مطمئن کرنے کے لیے ان کے دلوں میں یہ اطمینان پیدا کرنے والے خیالات ڈالتے ہیں کہ: کسی طرح کا نہ کوئی خوف کرو اور نہ کسی بات کا غم۔ اللہ پر ایمان لانے اور اس کے دین پر چلنے میں جو مشکلات ومصائب آتے ہیں اور مخالفتیں ہوتی ہیں ان کا صبر واستقلال سے مقابلہ کرو، اور جن لذّات ومنافع سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے اور جن خواہشات کو دبانا پڑتا ہے ان پر افسوس نہ کرو۔ تمہارے لئے اللہ کی رضا ہے۔ اور اس حقیر چند دنوں کی زندگی کے بعد کی اعلیٰ قسم کی ہمیشہ کی زندگی میں جنت اور اس کے عظیم الشان انعامات ہیں۔ بس چند دنوں کی زندگی کا امتحان ہے پھر تو بس تم ہوگے اور اللہ کی نعمتیں۔ اور اس کا اعزاز واکرام۔ اپنی مرضی کے مالک ہوگے۔ جو خواہش ہوگی وہ ملے گا۔ اسی کے ساتھ فرشتے یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ دنیا کی زندگی میں بھی رفاقت کرتے ہیں اور آخرت میں بھی تمہارے ساتھ رہیں گے۔

پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی قسط:٦

خلافت وملوکیت

حدیثِ سفینہ رضی اللہ عنہ

جو حضرات خلافت راشدہ کو خلفائے اربعہ تک محدود کرتے ہیں وہ اپنی تائید میں ''حدیثِ سفینہ رضی اللہ عنہ'' بھی پیش کرتے ہیں۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''الخلافة ثلاثون سنة ثم يكون ملكاً'' خلافت تیس سال تک رہے گی، پھر بادشاہی آجائے گی۔ سعید بن جمہان کا بیان ہے کہ پھر حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ خلافت ابی بکر رضی اللہ عنہ دو سال، خلافت عمر رضی اللہ عنہ دس سال، خلافت عثمان رضی اللہ عنہ بارہ سال اور خلافتِ علی رضی اللہ عنہ چھے سال شمار کریں۔ (تو اس طرح تیس سال پورے ہوگئے۔) (مشکوٰۃ، کتاب الفتن ص ۴۶۳)

جامع ترمذی کی روایت میں ہے کہ سعید بن جمہان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بنو امیہ تو یہ گمان کرتے ہیں کہ خلافت ان کے پاس ہے اور اپنے آپ کو خلفاء میں شمار کرتے ہیں۔ اس پر حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ بنو زرقا جھوٹ بولتے ہیں ''بل هم ملوک من شرّ الملوک'' بلکہ وہ تو بدترین بادشاہوں میں سے ہیں۔

(جامع ترمذی، ابواب الفتن، باب جاء فی الخلافۃ)۔

اس روایت کے پیشِ نظر یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ خلافتِ راشدہ موعودہ کی مدت صرف تیس برس ہے۔ اس کے بعد ملوکیت و بادشاہت ہے۔ اور وہ بھی کاٹ کھانے والی۔ جہاں تک اس روایت کا تعلق ہے تو وہ روایتاً و درایتاً دونوں صورتوں میں غلط ہے جس خبر کو اس حدیث کے راوی حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے نقل کر رہے ہیں۔ کوئی معمولی اور غیر اہم خبر نہیں ہے۔ بلکہ غیر معمولی اور نہایت اہم خبر ہے، جس سے پوری امت کا مستقبل وابستہ ہے۔ لیکن یہ بات باعثِ تعجب ہے کہ اتنی اہم خبر کو حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کسی صحابی نے آپ ﷺ سے روایت نہیں کیا اور نہ ہی سعید بن جمہان کے علاوہ کسی دوسرے راوی نے اسے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ۷۴ھ میں ہوا اور سعید بن جمہان کا انتقال ۱۳۶ھ میں۔ پھر اوّل الذکر مدینہ میں رہے اور ثانی الذکر بصرہ کے باشندے ہیں۔ ان کی ملاقات بھی ثابت نہیں۔ سعید بن جمہان حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے باسٹھ برس بعد دنیا سے رخصت ہوئے۔ معلوم نہیں کہ کب، کہاں اور کس عمر میں سماع کیا ہوگا؟ اس لیے ابن حجرؒ نے امام بخاریؒ کا قول نقل کیا ہے کہ ''في حديثه عجائب'' یعنی اس کی حدیث میں بڑی عجیب باتیں ہوتی ہیں۔

روایت کے الفاظ ہی یہ واضح طور پر اعلان کر رہے ہیں کہ یہ آنحضرت ﷺ کا قول نہیں ہے بلکہ بعد میں حضرت

علی ؓ کی خلافت تک حساب کر کے ایک خاص مقصد کے لیے اسے وضع کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت علی ؓ کی خلافت کی مدت بھی روایت میں غلط بتائی گئی ہے۔ وہ ہرگز چھے سال نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت عثمان ؓ ۱۸رذی الحج ۳۵ھ کو شہید ہوئے۔ اس کے پانچ دن بعد یعنی ۲۳رذی الحج ۳۵ھ کو سیدنا علی ؓ مسند آرائے خلافت ہوئے اور ۲۱ر رمضان المبارک ۴۰ھ کو شہید ہو گئے۔ اس طرح ان کی خلافت کی کل مدت چار سال اور نو ماہ بنتی ہے، جسے روایت میں چھے سال ظاہر کیا گیا ہے۔ اس روایت کے ذریعے سیدنا معاویہ ؓ کی خلافتِ راشدہ کی نفی کرنے والوں پر جب یہ غلطی ظاہر ہوئی تو انہوں نے فوراً اس میں حضرت حسن ؓ کی مدت خلافت بھی شامل کر دی۔ جو زیادہ سے زیادہ چھے ماہ ہے، جبکہ روایت میں واضح طور پر حضرت علی ؓ کی خلافت راشدہ کی مدت شمار کی گئی ہے۔ حضرت حسن ؓ کی مدت خلافت شامل کرنے کے باوجود ''چھے سال'' کا عدد معمہ بن گیا ہے۔ کیونکہ ان دونوں کی مدت خلافت جمع کرنے کے بعد بھی پانچ سال اور تین ماہ سے زائد نہیں بنتی۔ پھر یہ فلسفہ تراشا گیا کہ کسور کا اعتبار نہیں ہے۔ اس ''قاعدے'' کے تحت بھی چھے سال کا استعمال غلط ہے۔ کیونکہ کسور کے حذف میں بھی یہ اصول کارفرما ہے کہ اگر نصف سے زائد ہو تو اسے اگلے عدد میں شمار کیا جاتا ہے اور اگر نصف سے کم ہو تو پچھلے عدد میں ہی شمار کیا جائے گا۔ اس قاعدے کے تحت بھی دونوں کی مدت خلافت پانچ سال بنتی ہے نہ کہ چھے سال۔ روایت کی بناوٹ یہ بتا رہی ہے کہ خوب سوچ سمجھ کر خلفاء اربعہ کی مدت خلافت کو جمع کیا گیا ہے نیز اس عدد میں کتابتی غلطی کا بھی امکان نہیں ہے۔

روایت کا آخری جملہ ''**بل هم ملوک من شرّ الملوک**'' کہ وہ (بنوامیہ) جھوٹ بولتے ہیں بلکہ ان کا شمار تو بدترین بادشاہوں میں ہوتا ہے، اس کے موضوع ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ کیونکہ اس میں سیدنا معاویہ ؓ کو بھی برے بادشاہوں میں گردانا گیا ہے۔ جبکہ روایت کی صحت کو تسلیم کرنے والے بھی سیدنا معاویہ ؓ کو یہ مقام نہیں دیتے۔ کیا حضرت سفینہ ؓ کے نزدیک حضرت معاویہ ؓ ملک من شرّ الملوک تھے؟ یہ ان پر بدترین الزام ہے۔ اگر ان کے نزدیک سیدنا معاویہ ؓ کی یہی حیثیت ہوتی جس کا اظہار زیر بحث روایت میں کیا گیا ہے۔ تو وہ اور جملہ صحابہ ؓ ان کے ہاتھ پر کبھی بھی بیعت نہ کرتے۔ کیا صحابہ ؓ کی اتنی بڑی تعداد بھی سعید بن جمہان کی کہانی سے ناواقف تھی۔ اگر حضرت سفینہ ؓ کے نزدیک یہ رایت صحیح تھی تو انہوں نے دورِ مرتضوی میں حضرت علی ؓ کے ہاتھ پر بیعت کیوں نہیں کی تھی؟ اور غیر جانب دار رہنے والوں میں کیوں شامل ہو گئے تھے؟ ایسی صورت میں تو انہیں جنگ جمل وصفین میں سب سے آگے ہونا چاہیے تھا۔ لیکن وہ تو پیچھے بھی کہیں نظر نہیں آتے۔

قاضی ابوبکر بن العربی لکھتے ہیں کہ: ''**هذا حديث لا يصح**'' یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

مشہور محقق علامہ محبّ الدین الخطیب اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: کیونکہ حضرت سفینہ ؓ سے اس کا راوی سعید بن جمہان ہے۔ اس میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں۔ بعض نے اسے ثقہ کہا۔ امام ابوحاتم

نے کہا کہ اس بوڑھے سے احتجاج نہ کیا جائے اوراس کی سند میں حشرج بن نباتہ واسطی ہے بعض نے اسے ثقہ کہا ہےاورنسائی نے کہا کمزور ہےاورعبداللہ بن احمد بن حنبل اس حدیث کوسوید طحّان سے روایت کرتے ہیں۔ان کے متعلق حافظ ابن حجر تقریب میں کہتے ہیں۔اس کی حدیث کمزور ہے۔(العواصم من القواصم اردو،ص ۳۲۶)

علامہ ابن العربیؒ نے اس کتاب کا نام ''العواصم من القواصم'' رکھا یعنی وہ چیزیں جوایمان کوتوڑ دیتی ہیں اور برباد کردیتی ہیں' ان سے محفوظ رکھنے والے حقائق۔اسی وجہ سے جدید عربی میں عاصمہ چھاؤنی کو کہا جاتا ہےاور قواصم وقاصم کی جمع ہے۔توڑ دینے والی۔یعنی انسان کے لیے کمر توڑ حادثہ،اور ایمان کو برباد کردینے والی باتیں۔کیونکہ بعض اسلام دشمن لوگوں نے اسلام میں ایسی چیزیں درج کردیں۔جن کو قبول کرلینے سے انسان ایمان سے دیوالیہ ہوجاتا ہےاور عاصمہ یعنی اس حادثہ کی اصل حقیقت جس کی وجہ سے انسان کا ایمان محفوظ رہتا ہے۔عاصمہ کا معنیٰ ہی حفاظت کرنے والی ہے۔

علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدونؒ لکھتے ہیں: حدیث ''الخلافة بعدی ثلثون سنة'' کی طرف توجہ نہ کرنا چاہیے، کیونکہ اس کی صحت پایۂ تکمیل کونہیں پہنچتی۔(تاریخ ابن خلدون اردو،حصہ اوّل ص ۵۵۵)

محدث جلیل حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں:''میرے بعد خلافت تیس سال رہے گی۔پھر بادشاہی ہوگی''اگراس حدیث کے ضعف سے قطع نظر کرلی جائے جیسا کہ ناقدینِ حدیث نے تصریح کی ہے تو ایک دوسری حدیث میں یہ بھی ہے کہ''اسلام کی چکی میرے بعد پینتیس یا چھتیس یا سینتیس سال تک چلتی رہے گی۔اس کا یہ مطلب تو نہیں ہوسکتا کہ ۳۷ سال کے بعد حکومتِ اسلام ختم ہوجائے گی یہ تو واقعہ کے خلاف ہے۔بس یہی مطلب ہوسکتا ہے کہ اسلام پوری شان کے ساتھ صحیح طریقہ پر اتنی مدت تک رہے گا تو اس میں سات سال خلافتِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھی شامل ہیں پھر ان کو خلفاء سے الگ کیوں کر کیا جاسکتا ہے نیز مسلم شریف کی حدیثِ صحیح میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: یہ دینِ اسلام معزز اور مضبوط رہے گا بارہ خلفاء تک جو سب قریش سے ہوں گے۔''

ان بارہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یقیناً داخل ہیں کہ وہ صحابی ہیں اوران کی خلافت میں اسلام کو عروج بھی بہت تھا فتوحات بھی بہت ہوئیں حدیث میں ان بارہ کو خلیفہ کہا گیا ہے''ملک''نہیں کہا گیا۔(براۃِ عثمان رضی اللہ عنہ،ص ۵۵)

مفکر اسلام مولانا محمد اسحٰق صدیقی ندویؒ (سابق شیخ الحدیث ومہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ وسابق شیخ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی) لکھتے ہیں: خلافت صرف تیس سال باقی رہنے والی روایت ثابت ہی نہیں۔اگر بالفرض ثابت ہوتو علماء محققین کے نزدیک ظاہر پر محمول نہیں بلکہ مؤوّل ہے۔بعض علماء نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ تیس سال جو خلافت رہے گی' وہ بہت اہم اور ممتاز درجہ کی ہوگی۔یوں خلافت اس کے بعد بھی رہے گی۔مقصد کلام دلوں میں اس زمانہ کی خلافت کی عظمت زیادہ کرنا ہے نہ کہ تیس سال کے بعد نفس خلافت کی نفی کرنا۔لیکن راقم کے نزدیک یہ حدیث ثابت ہی نہیں اس لیے کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔(اظہارِ حقیقت ج ۳،ص ۴۴۴) حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی جس روایت پر تیس سالہ

خلافت راشدہ کی جو بلند و بالا عمارت تعمیر کی گئی ہے وہ بنیاد ایک مٹی کا ڈھیر ہے۔ اس تیس سالہ داستان کی تردید بہت سی احادیث صحیح سے ہوتی ہے، جن میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

(۱) آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل کی سیاست ان کے انبیاء کے ہاتھ میں تھی۔ ایک نبی کے بعد دوسرے نبی کے جانشین ہوتے تھے۔ اور میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ خلفاء ہوں گے جو بکثرت ہوں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یکے بعد دیگرے ہر بیعت پر وفا کرو انہیں ان کا حق دو، ان کی رعیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ خود ان سے باز پرس کرے گا۔ (صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب ماذکر عن بنی اسرائیل)

اس حدیث میں آپ ﷺ نے ''فیکثرون'' کا لفظ استعمال فرما کر یہ واضح کر دیا ہے کہ آپ کے بعد جو خلفاء ہوں گے وہ دو چار نہیں بلکہ کثرت کے ساتھ ہوں گے۔

(۲) حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: اسلام بارہ خلفاء کے دور تک ہمیشہ غالب رہے گا۔ جو سب کے سب قریش میں سے ہوں گے۔ (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ)

ابو داؤد کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ایسے بارہ خلفاء جن پر امت کا اجماع ہو (سنن ابی داؤد، کتاب المہدی) اور طبرانی اس حدیث میں یہ الفاظ بھی بیان کئے ہیں کہ ان بارہ خلفاء کو کسی دشمن کی عدوات نقصان نہ پہنچا سکے گی۔

بخاری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ: بے شک یہ امر خلافت قریش کے ہاتھ میں رہے گا۔ جو شخص ان سے دشمنی کرے گا اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے منہ کے بل گرا دے گا (یہ امر ان کے پاس اس وقت تک رہے گا) جب تک وہ دین کو قائم کرتے رہیں گے۔ (صحیح بخاری کتاب المناقب، باب مناقبِ قریش)

(۳) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا ایک ترازو آسمان سے اتری۔ جس میں آپ ﷺ کو اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تولا گیا تو آپ ﷺ ترجیح لے گئے۔ پھر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو تولا گیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ ترجیح لے گئے۔ پھر عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کو تولا گیا تو عمر رضی اللہ عنہ ترجیح لے گئے۔ پھر وہ میزان اٹھا لیا گیا۔ اس خواب سے آنحضرت ﷺ مغموم ہوئے اور پھر فرمایا کہ یہ خلافتِ نبوت ہے۔ اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ جس کو چاہیں گے ملک و حکومت عطا کریں گے۔ (مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما ص ۵۶۰) کیا اس حدیث کا سہارا لے کر کوئی شخص سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو خلافت نبوت سے خارج کر سکتا ہے؟

(۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آنحضرت سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اسلام کی چکی ۳۵، ۳۶، ۳۷ سال تک چلتی رہے گی۔ (اسلام قوت پر ہوگا) پس اگر لوگ ہلاک ہوں گے تو ان کا راستہ ان ہی لوگوں کا سا ہے جو پہلے ہلاک ہوئے۔ اور اگر ان کے لیے دین قائم و مضبوط رہے گا تو ستر سال تک رہے گا۔ میں نے پوچھا یہ ستر سال باقی ماندہ سالوں میں سے ہیں یا گزشتہ سالوں کے ساتھ مراد ہیں۔ تو فرمایا کہ گزشتہ سالوں کے ساتھ ہیں۔

(مشکوٰۃ ص ۴۶۵، کتاب الفتن)

اس حدیث مراد عموماً تو سن ہجری ۳۵ھ، ۳۷ھ لی گئی ہے لیکن بعض محدثین اور بزرگانِ دین نے خلافت کے ۳۵، ۳۷ سال مراد لیے ہیں۔ چنانچہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ لکھتے ہیں کہ: اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ثبوت ایک طریق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کی چکی ۳۵، ۳۷ سال تک چلتی رہے گی۔ اس حدیث میں چکی سے مراد قوتِ اسلام ہے اور تیس برس سے جو پانچ سات برس زائد کا بیان ہے وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہے۔ (غنیۃ الطالبین اردو ص ۱۳۴)

(۵) مشکوٰۃ کی ایک روایت میں ہے کہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں اہل شام کا ذکر ہوا تو آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اے امیر المؤمنین ان پر لعنت کیجئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں! کیونکہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابدال شام میں ہوتے ہیں اور وہ چالیس ہیں۔ جب کوئی ان میں سے فوت ہوتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کی جگہ دوسرا ابدال بناتے ہیں جن کی برکت سے بارشیں آتی ہیں، جن کی برکت سے فتح ونصرت حاصل ہوتی ہے اور جن کی برکت سے اہل شام سے عذاب ہٹایا اور دور رکھا جاتا ہے (مشکوٰۃ ص ۵۸۲، باب ذکر الیمن والشام ......) اس وقت ابدال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ صحابہ رضی اللہ عنہم تھے جو شام میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔

(۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: میں نے اپنے سر کے نیچے نور کا ایک عمود (ستون) بلند ہوتے دیکھا جو چڑھتے اور بڑھتے ہوئے شام میں جا کر ٹھہرا۔ (مشکوٰۃ ص ۵۸۳، باب ذکر الیمن والشام)

(۷) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو میرے زمانہ میں میرے ساتھی ہیں۔ پھر ان لوگوں کا درجہ ہے جو ان کے (میرے ساتھ والوں کے) ساتھی ہوں گے۔ (صحیح مسلم، کتاب الفضائل باب فضل الصحابہ رضی اللہ عنہم)

(۸) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ایک زمانہ آئے گا جس میں مسلمانوں کے کچھ گروہ جہاد کے لیے نکلیں گے تو پوچھا جائے گا کیا تم میں کوئی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؟ تو جواب دیا جائے گا ہاں، تو اس جماعت کو فتح حاصل ہوگی۔ پھر ایسا زمانہ آئے گا جس میں یہ پوچھا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی صحابی کے صحابی (تابعی) موجود ہیں، تو کہا جائے گا ہاں، تو اس جماعت کو فتح حاصل ہوگی۔ پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں پوچھا جائے گا کیا تم میں تبع تابعی موجود ہیں؟ جواب ملے گا ہاں موجود ہیں۔ تو یہ جماعت بھی فتح یاب ہوگی۔ (صحیح بخاری کتاب الجہاد، باب من استعان بالضعفاء والصالحین فی الحرب)

اس حدیث میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت وعظمت کا بیان ہے کہ اسلامی لشکر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تبرکاً اپنے ساتھ رکھے گا تا کہ فتح نصیب ہو بلکہ اس میں تابعین اور تبع تابعین کی فضیلت بھی بیان ہوتی ہے۔

(۹) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اصحابی کالنجوم فبایّھم اقتدیتم اھتدیتم'' میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں

کی طرح ہیں،تم ان میں سے جس کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔(مشکوٰۃ ص ۵۵۴، باب مناقب الصّحابہ رضی اللہ عنہم)

(۱۰) آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: میری امت تہتر (۷۳) ملتوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ سوائے ایک ملت کے سب جہنم میں جائیں گے۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ ایک ملت کون سی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس پر میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔(مشکوٰۃ ص۳۰) اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ جہاں نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے وہاں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ کار کو چھوڑنے والا بھی جہنمی ہے۔

آنحضرت ﷺ تو ارشاد فرما رہے ہیں کہ میرے بعد بکثرت خلفاء ہوں گے۔ بارہ خلفاء کے دور تک اسلام غالب رہے گا۔ یہ سب قریش میں سے ہوں گے۔انہیں کسی دشمن کی عداوت نقصان نہ پہنچا سکے گی۔ سب سے بہتر میرا دور ہے۔ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی سے اللہ تعالیٰ فتح نصیب کریں گے۔ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند ہیں اور ان کا دور رشد و ہدایت کا دور ہوگا۔ستم ظریفی کی انتہا ہے کہ آج ان کے دور کو ملوکیت کا دور کہا جا رہا ہے۔ان پر طعن و تشنیع کی جا رہی ہے اور ان کی خلافت کو غیر راشدہ کا نام دیا جا رہا ہے۔جبکہ قرآن انہیں خیر امت قرار دے رہا ہے٬ انہیں سچا مومن کہہ رہا ہے٬ انہیں حزب اللہ، خیر البریّہ، **ھم المفلحون٬ ھم الفائزون ، رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ اور اولٓئک ھم الراشدون** کی سندیں عطا کر کے ان کے اتباع و پیروی کا حکم دے رہا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا تمام دور رشد و ہدایت کا دور تھا۔قرآن نے جملہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو راشد کہا۔ یہ خلیفہ ہوں تب بھی راشد ہیں اور بغیر خلافت کے بھی راشد ہیں۔ قرآن مجید میں اربعہ (چار) کا عدد تو استعمال نہیں ہوا کہ صرف چار راشد ہیں۔ اگر خلفاء راشدین کو خلافت نہ ملتی تو کیا وہ راشد نہ ہوتے؟ راشد تو وہ از نصِ قرآن تھے۔خلافت ان کا منصب ہو گیا۔اس لیے وہ خلیفۂ راشد ہو گئے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو منصبِ خلافت کے حامل ہر صحابی رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ راشد تسلیم کرنا پڑے گا۔

آیتِ استخلاف کو تختۂ مشق بناتے ہوئے تیس سالہ روایت کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت کو "خلافت راشدہ" کے عنوان سے خارج کرنے کے لیے ہی وضع کیا گیا ہے۔ حالانکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جماعتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایک ممتاز فرد ہیں۔اس لیے وہ یقیناً ارشاد باری کے مطابق راشد ہیں، اور دنیا کی کوئی طاقت ان سے اللہ کا عطا کردہ یہ اعزاز نہیں چھین سکتی۔ان کے ذریعہ سے قائم شدہ نظام حکومت کو خلافتِ راشدہ اور انہیں خلیفہ راشد کے علاوہ کوئی دوسرا نام دیا ہی نہیں جا سکتا۔ اور جو لوگ انہیں زمرۂ خلفائے راشدین سے خارج کرتے ہیں وہ اس ارشاد باری پر مکرّر غور کر لیں۔ **وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْفَاسِقُوْن** ۔

بہر حال سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ آیت استخلاف، خلافت کے بارے میں آپ ﷺ کے ارشادات اور خلافت راشدہ کی ہر تعریف کے مطابق خلیفہ راشد ہیں۔

(جاری ہے)

ابومعاویہ رحمانی

امیر المومنین، خلیفۂ راشد و برحق
سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) خداوند قدوس کے منتخب ان نفوس قدسیہ کی جماعت ہے جنہوں نے دین حق کی اشاعت وترویج کے لیے بارگاہ ایزدی میں ہر قسم کی قربانی پیش کی۔ ان کی اس بے مثال قربانی وایثار کے باعث اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رضا و جنت کی بشارت دی۔ خداوند قدوس نے اپنے کلام میں ان قدسی صفات انسانوں کی متعدد مواضع میں تعریف بیان کی ہے۔ کلام مجید کی آیات سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق جو مفہوم اخذ ہوتا ہے اس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مختلف طبقات ہیں ایک طبقہ مہاجرین "السابقون الاوّلون" کا ہے۔ اسی طرح انصار میں سے بھی ایک طبقہ "السابقون الاوّلون" کا ہے۔ ایک طبقہ وہ ہے جو کہ فتح مکہ سے قبل شرف اسلام سے مشرف ہوا اور ایک طبقہ وہ ہے جو کہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوا۔ باوجود ان کے اس اختلاف طبقات کے قرآن مجید نے تمام حضرات کیلئے جنت اور رضوان الٰہی کی بشارت دی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک سیرت یہ ہے کہ جس کو قرآن وحدیث نے بیان کیا ہے۔ یہی ان کی حقیقی سیرت ہے۔ اب اگر کتب تاریخ میں کوئی ایسی روایت موجود ہو جس میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا ایسا کردار بیان کیا گیا ہو جو کہ صحیح حدیث اور قرآن مجید کی بیان کردہ سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف ہو تو اس تاریخی روایت کو ناقابل اعتماد سمجھا جائے گا جیسا کہ ناقدین فن میں سے **صاحب الاستیعاب ابن عبدالبر اور ابن اثیر** نے تصریح کی ہے کہ اس طرح کی روایات غیر مستند اور ناقابل اعتبار ہیں۔

امیر المومنین سیدنا ابوعبدالرحمٰن معاویہ بن ابوسفیان اموی رضی اللہ عنہ کا خاندانی تعلق قریش کے مشہور قبیلہ بنوامیہ کے ساتھ تھا۔ یہ قبیلہ قریش کے ان قبائل میں سے تھا جن پر مکہ کی اجتماعی زندگی کی بنیاد قائم تھی۔ شرف واحترام کے اعتبار سے یہ قبیلہ بنو ہاشم سے دوسرے مرتبہ پر ہے۔ قریش کا عقاب یعنی قومی پرچم اس قبیلہ کی تحویل میں تھا اس لئے قریش کی سپہ سالاری کے منصبِ رفیع پر بھی یہی قبیلہ فائز تھا اور اس قبیلہ کا ایک ممتاز وصف یہ بھی تھا کہ اس میں سیادت وقیادت کی اہلیّت بدرجہ اتم موجود تھی۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی تربیت اسی خاندان میں ہوئی۔

آپ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے متعلق اگرچہ روایت زیادہ مشہور ہے کہ فتح مکّہ کے موقع پر حصارِ اسلام میں داخل ہوئے لیکن حدیث کی امہات الکتب صحیحین کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمرۃ القضاء کے موقع پر آپ مسلمان تھے اور کتب اسماء الرجال میں بھی ان کا اپنا یہ قول مذکور ہے کہ اس عمرہ کے وقت میں مسلمان تھا۔ اس لئے مؤرخین کے قول کے بہ نسبت انکا اپنا قول ہی زیادہ معتبر ہوگا۔

فتح مکہ کے بعد غزوہ حنین اور غزوہ طائف میں ان کو نبی کریم ﷺ کے مَعیّت جہاد کی فضیلت حاصل ہوئی۔ پھر غزوہ تبوک جو کہ نبی کریم ﷺ کا آخری غزوہ اور خاص اہمیت کا حامل تھا اس کے باعث مخلصین اور منافقین کی تفریق اور امتیاز ظاہر ہوگیا۔ اس غزوہ خاص میں بھی ان کو نبی کریم ﷺ کی مَعیّت کا شرف حاصل ہوا اور اسی مقام پر شاہ روم کی جانب سے اس کا سفیر التنوی ایک خط لے کر آیا۔ تنوی کا اپنا بیان ہے کہ آپ کے پہلو میں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا آپ نے پڑھنے کے لئے وہ خط اس کو دیا میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ شخص کون ہے تو مجھے بتایا گیا کہ یہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس روایت کے محمل اور مصداق میں کئی احتمالات ہیں یا تو یہ حجۃ الوداع کا موقع ہے یا عمرۃ القضا کا یا عمرہ جعرانہ کا جو کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ حنین کے بعد ادا کیا تھا۔ یہ واقعہ حجۃ الوداع کا تو نہیں بن سکتا اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع میں حلق کرایا ہے اور وہ بھی منیٰ میں۔ اور عمرہ جعرانہ کا بھی نہیں اس لئے کہ آپ کا یہ عمرہ عشاء کی نماز کے بعد اور فجر کی نماز سے پہلے کا ہے اور اس عمرہ کی ادائیگی میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تو چند خواص تھے عام صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس کی اطلاع بھی نہیں تھی۔ اس لئے لازماً یہ واقعہ عمرۃ القضاء کا ہے جو کہ ۷ھ کو ہوا۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ ۷ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شرفِ اسلام سے مشرف ہو چکے تھے اور اس وقت عام قریش مکہ جو کہ کفر کی حالت میں تھے مکہ سے باہر چلے گئے تھے۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا عام کفار کی طرح مکہ کا چھوڑنا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں رہنا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا یہ طرزِ عمل نبی کریم ﷺ کی اجازت سے تھا جیسا کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کا طرزِ عمل تھا کہ وہ بھی بہت پہلے اسلام لا چکے تھے لیکن آپ ﷺ کی اجازت سے اپنے اسلام کو مخفی رکھا اور فتح مکہ سے کئی دن پہلے اس کا اظہار کیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا پورا دورِ خلافت مسلمانوں کی باہمی خون ریزی میں صرف ہوگیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا انتخاب ہوا سبائیوں نے ان کو بھی باہمی خون ریزی میں الجھانے کی کوشش کی لیکن انہوں نے سرور کائنات ﷺ کی ایک پیشین گوئی کے مطابق سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے مصالحت کر لی۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت سے دست برداری کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پورے عالم اسلام کے لئے خلیفہ مقرر ہوگئے اور داخلی انتشار کی وجہ سے جہاد اسلام کا سیل رواں عارضی طور پر ٹھہر گیا تھا اب پھر وہی میدانِ جہاد تھا اور مسلمان تھے۔

بلخ جدات کا علاقہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اسلامی فتوحات میں داخل ہو چکا تھا لیکن شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد انہوں نے بغاوت کر دی۔ اب جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ داخلی انتشار سے فارغ ہوئے تو ان علاقوں کی طرف اپنی توجہ مبذول کی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عامل عراق ابن عامر کو بلخ کے باغیوں کی سرکوبی کا حکم جاری کیا انہوں نے ان علاقوں کو دوبارہ عالم اسلام میں داخل کیا۔ اسی طرح ۴۳ھ میں اہل کابل اور اس کے مضافات کے لوگوں نے بغاوت کی۔ اہل کابل کی بغاوت کو فرو کرنے کے لیے عامل حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔ سندھ سبستان، مکران، قندھار کی مہمات کے لئے ملہب بن صفرۃ کو منتخب کیا گیا۔ احادیث کی کتب میں نبی کریم ﷺ کی ایک بشارت ان الفاظ میں منقول ہے۔ اول

جیش من امتی یغزون مدینة قیصر مغفور لهم. یعنی میری امت میں سے پہلا لشکر جو مدینۃ قیصر پر جہاد کرے گا وہ مغفور ہے۔اس حدیث کی تشریح میں اکابر علماء نے لکھا ہے کہ یہ غزوہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۵۲ھ کو پیش آیا اوراس غزوہ کا امیر الجیش سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا یزید تھا۔ نبی کریم ﷺ کی اس بشارت کے باعث اس جہاد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت نے شرکت کی۔ میزبانِ رسول ﷺ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ باوجود اپنی کبرسنّی کے اس بشارت کو حاصل کرنے کے لئے اس جہاد میں شریک ہوئے۔حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اس سفر میں بیمار ہوگئے انہوں نے امیر الجیش امیر یزید کو وصیت کی اگر میں یہاں مرجاؤں تو مجھے بابِ قسطنطنیہ کے قریب جہاں مجاہدین جہاد میں مصروف ہوں،ان کے قدموں میں دفن کردینا۔ چنانچہ راستہ ہی میں سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا۔امیر الجیش امیر یزید نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی اوران کی وصیت کے مطابق دامن قلعہ میں ان کو دفن کیا گیا۔ قیصر روم نے کہا تم جس شخص کواس مقام پر دفن کرر ہے ہو ہم تمہارے جانے کے بعد قبر اکھاڑ کر لاش باہر پھینک دیں گے۔امیر یزید نے جواباً کہا اگر تم نے یہ حرکت کی تو عالم اسلام میں عیسائیت کا نام ونشان ہی نہیں رہے گا آخر اس نے معذرت کی اوراپنے مذہب کے مطابق قسم اٹھا کر ان کی تسلی کرائی۔

شمس الائمہ سرخسی نے شرح اثیر الکبیر میں یہ روایت درج کی ہے کہ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو رات کے وقت دفن کیا گیا اوران کی قبر سے ایک روشنی آسمان کی طرف بلند ہوئی۔صبح کو وہاں کے لوگوں نے دریافت کیا کہ تم نے رات کس شخص کو دفن کیا جب ان کو بتایا گیا کہ یہ شخص ہمارے پیغمبر ﷺ کے جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ تھے تو کئی لوگ اس واقعہ کی وجہ سے مشرف بہ اسلام ہوگئے۔

مسلمانوں کی باہمی خون ریزی کے مناظر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سامنے تھے یہ بات ان کی اعلیٰ سیاست وتدبر کے خلاف تھی کہ امت کو بے سہارا چھوڑ کر وہ اس دنیائے فانی سے رخصت ہوجائیں اوران کی وفات کے بعد پھر وہی ہولناک مناظر رونما ہوں۔انہوں نے صاحب رائے اور مدبّرین حضرات سے اس معاملہ میں مشورہ کیا تو آخر یہ بحث وتمحیص ان کے بیٹے یزید کی ولی عہدی کی تجویز پر منتج ہوئی۔ چنانچہ آپ نے اصحاب حل وعقد کے مشورہ سے یزید کے لئے ولی عہدی کی بیعت لی۔اس معاملہ میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا اختلاف منقول ہے۔سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی عمر کا پیمانہ لبریز ہوگیا۔آپ نے نبی کریم ﷺ کے تراشے ہوئے ناخن،موئے مبارک اورآپ ﷺ کی عطاء کی ہوئی قمیض مبارک اپنے پاس اس وقت کے لیے محفوظ کررکھی تھی انہوں نے دیگر وصایا کے ساتھ خاص طور پہ یہ وصیت کی کہ اس قمیض میں مجھے کفن دینا اور ناخن مبارک کے تراشے اور موئے مبارک میرے منہ،ناک،آنکھوں اور کان میں رکھ دینا۔۲۲ رجب ۶۰ھ کو ان کی وفات ہوئی اوران کی وصیت کے مطابق ان کی تجہیز وتکفین کی گئی۔سیدنا ضحاک بن قیس الفہری رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی تمام زندگی احیاء وبقاء اسلام کے لیے وقف رہی۔زندگی کے آخری لمحات تک اشاعتِ اسلام کی مساعی میں مصروف رہے۔آپ کی آخری وصیت یہ تھی کہ رومیوں کے گلے کو خوب دبا کر رکھا جائے اوران پر کنٹرول مضبوط کیا جائے

تا کہ اس کے ذریعہ باقی اقوام کو بدنظمی سے بچا کر ایک ضبط میں رکھا جائے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تاریخ کی وہ مظلوم ترین شخصیت ہیں کہ جن کے ہر عمل وکردار کو موردِ اعتراض قرار دیا گیا ہے۔ لباس، خوراک نشست، برخاست اور خلافت حالانکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد ہیں کہ جن کے دورِ خلافت وامارت میں اسلامی مملکت کے دائرہ میں بہت ہی وسعت ہوئی۔ اسلامی بحریہ کی بنیاد کا سہرا بھی انہیں حاصل ہے۔ اس وقت ہمارے سامنے جو سوالات ہیں ان میں بھی یہی کیفیت ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے اسلام کا انکار ان کی والدہ محترمہ سیدہ ہند رضی اللہ عنہا بنت عتبہ پر اعتراض پھر ان کی ذات پر اعتراض حتیٰ کہ ان کے لباس اور خوراک پر اعتراض ۔اس وقت ہمارا روئے سخن اس اعتراض کی جانب ہے جو ان پر یزید کی ولی عہدی کی وجہ سے ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اسلامی حکومت کی وسعت کچھ اس طرح تھی۔ بخارا سے لے کر مغرب میں قیروان تک اور اقصائے یمن سے قسطنطنیہ تک یہ تمام ممالک اسلامی حکومت کے ماتحت تھے۔

ظاہر ہے اتنی بڑی عظیم سلطنت کے نظم وانتظام کو قائم رکھنے اور اس کے استحکام کی بڑی ضرورت تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسلمانوں کی باہمی خون ریزی کے ہولناک مناظر ان کے سامنے تھے۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے تدبر اور مصالحتہ جوئی سے مسلمانوں کی یہ خانہ جنگی ختم ہوئی اور پھر دوبارہ اسلامی فتوحات کا آغاز ہوا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسی صورت حال کے پیش نظر یہ ضرورت محسوس کی کہ اپنی زندگی میں آنے والے خطرات کی پیش بندی کرنے کے لئے اس کا انتظام کر جائیں۔ اسی ضرورت کے ماتحت انہوں نے مختلف شہروں سے آنے والے وفود سے اس معاملہ میں مشورہ کیا اور آخر یہی طے پایا کہ یزید کو ہی ولی عہد نامزد کیا جائے۔ کیونکہ اس وقت کے حالات کا یہی تقاضا تھا۔ اس لئے کہ اگر یزید کو نامزد نہ کیا جاتا تو پھر انتشار وانشقاق کا خطرہ تھا اسی ملی ضرورت ومصلحت کے تحت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ اقدام کیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس اقدام میں مؤرخین کے مختلف اقوال ہیں بعض کے نزدیک یہ ۵۰ھ کا واقعہ ہے اور بعض کے نزدیک ۵۶ھ بہرصورت جو زمانہ بھی ہو یہ دورِ صحابہ کا ہے کیونکہ صحابہ کے دور کا اختتام ۱۱۱ھ کو ہے ظاہر ہے اس وقت کثرت کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوں گے۔ سوائے چار حضرات کے کسی صحابی رضی اللہ عنہ اور تابعیؒ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس اقدام پر اعتراض نہیں کیا اور پھر ان چار میں سے دو حضرات نے بھی بیعت کر لی تھی۔

ایک سوال میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے اختلاف کا تذکرہ ہے اس سوال میں کہا گیا ہے کہ ان کی باہمی عداوت ودشمنی جو چالیس جنگوں پر محیط ہے حتیٰ کہ خطبوں میں طعن وتشنیع بلکہ لعنت وملامت تک نوبت پہنچ گئی تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اختلاف کوئی ذاتی عداوت پر مبنی نہیں تھا بلکہ ایک اجتہادی معاملہ میں ان کا اختلاف تھا جو انتظامی نوعیت کا تھا۔ ان جنگوں کی تعداد کے بیان میں مبالغہ آمیزی ہے اور لعن وطعن کے بیان میں سبائی روایات کی کارفرمائی ہے حتیٰ کہ ان روایات کے متعلق علماء نے تحریر کیا ہے وامالا خبار اللعن فمن اکاذیب التاریخ لانہ لم یقل احد

المتخاصمین بکفر الاخر حتیٰ یجوز له لعنه بل یعتقد انه مؤمن (اتمام الوفاص۲۵۹) ان صحابہ کرامؓ کا ایک دوسرے پر لعن کرنے کی روایات مؤرخین کی جھوٹی روایات ہیں کیونکہ ان دونوں جماعتوں میں سے کوئی بھی دوسرے کے مخالف گروپ کو کافر نہیں سمجھتا تھا نہ ہی اس پر لعنت کرنے کو جائز سمجھتا بلکہ ہر ایک دوسرے کے متعلق یہی اعتقاد رکھتا کہ وہ مومن ہے۔ جن روایات سے ہمارے معترضین احباب متأثر ہیں اس طرح کی روایات بیان کرنے والے مؤرخین کے متعلق بطریق تحذیر کے یہ فیصلہ ہے **وایا کم ودجالین وکذابین من المئو رخین قضت علیهم ظر و ف ومنهم ان یقبلوا الحقائق.** تم اپنے آپ کو ان دجال صفت اور جھوٹے مؤرخین سے بچاؤ جو کہ اپنے زمانہ کے حالات سے متأثر ہو کر حقائق کے خلاف روایات بیان کرتے ہیں اور ان روایات میں اللہ تعالیٰ اور امت اسلامیہ کی جانب کذب بیانی نسبت کر کے صحابہ کرامؓ کی جانب قبیح کردار کی نسبت کرتے ہیں۔ **ویکذبو ا علی الله وعلی الا مةالاسلامیة فینسبون القبا ئح لاصحا ب رسول الله ﷺ** باقی رہا صحابہ کرامؓ کے اس اختلاف کی نوعیت امور اجتہادی کے اختلاف کی نوعیت ہے اور ان کے اختلاف کا فیصلہ پیغمبر ﷺ نے خود پیشگی فرما دیا ہے حدیث شریف میں ہے کہ!

عن عمر بن الخطاب ؓ قال سمعت رسو ل الله ﷺ یقول سئلت ربی عن اختلا ف اصحابی من بعدی فأوحی الی یا محمّد ان اصحا بک عندی بمنزلة النجوم فی السماء بعضها اقوی من بعض ولکل نور فمن اخذبشئی بأ یّهم علیه من اختلافهم فهو عندی علیٰ هدیٰ.

''حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' وہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے رب سے اپنے بعد' اپنے صحابہ کے اختلاف کے بارے میں پوچھا: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں پس میرے رب نے میری طرف وحی کی: اے محمد ﷺ! بے شک آپ کے صحابہ میرے نزدیک آسمان میں ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے بعض دوسرے سے زیادہ قوی ہیں اور ہر ایک کے لیے نور ہے۔ پس ان کے اختلاف میں سے جس نے جو اختیار کر لیا' پس وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے۔'' (مشکوۃ ص۵۵۴' ج۲' باب مناقب صحابہ)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے اختلاف کی نوعیت عام مجتہدین کے اختلاف کی صورت میں نہیں بلکہ ان کے اختلاف میں اصابت حق کا نور دونوں جانب میں موجود ہے البتہ اس کی کیفیت میں فرق ہے۔ بعض میں زیادہ اور بعض میں کم لیکن دونوں جانب نور۔ اس لیے اس حدیث کی روشنی میں ہم کہتے ہیں کہ دونوں مصیب ہیں۔ اور ان کے اس اختلاف میں امت کے لئے رحمت کی یہ رہنمائی ہے کہ مسلمانوں کے درمیان اگر کوئی مناقشت کی صورت پیدا ہو جائے تو ان کو چاہیے کہ اپنے اس تنازع کو ختم کرنے کے لئے قرآن کی جانب رجوع کریں جیسا کہ ان صحابہ کرامؓ نے کیا۔ ایک سوال میں سیدنا معاویہؓ کے والد ماجد حضرت ابوسفیان صخرؓ بن حرب اموی کو مورد طعن قرار دیا گیا ہے۔ ان سوالات کا مأخذ وہ تاریخی روایات ہیں جو کہ ایک خاص نتیجۂ فکر کی عکاس ہیں۔ حضرت ابوسفیانؓ کے اسلام قبول کرنے کو

اخلاص پرمبنی قرار نہیں دیا گیا بلکہ یہ کہا گیا ہے۔

ان کا اسلام قبول کرنا ایک وقتی مصلحت کے پیش نظر تھا جو کہ ''**الناس علیٰ دین ملوکھم**'' کے زمرہ میں شمار ہوتا ہے پھر اپنے اس نظریہ کی تائید میں ایک واقعہ پیش کیا گیا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جو واقعہ پیش کیا گیا ہے کتب تاریخ میں غیر مستند ہے۔ روایات میں ان کی تنقید کا یہ فقرہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق ہے۔ ناقدین فن میں سے صاحب الاستعاب ابن عبدالبر اور ابن اثیر نے تصریح کی ہے کہ اس طرح کی روایات غیر مستند اور نا قابل اعتبار ہیں۔

ایک اور سوال میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ سیدہ ہندرضی اللہ عنہا پر اعتراض ہے کہ انہوں نے سیدالشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ان کا کلیجہ نکال کر کچا چبایا اس درندگی کے باوجود ایسی خاتون کے نام کے ساتھ سیدہ لکھنا کہاں تک مناسب ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ سیدہ ہندرضی اللہ عنہا کے بارے میں کلیجہ چبانے کی روایت بھی اسی قبیل سے جو کذب بیانی، تہمت اور تعصب کے زمرے میں آتی ہیں۔ پھر جس فعل کی ان کی جانب نسبت کی گئی ہے یہ فعل زمانۂ کفر کا ہے اور شریعت کا قانون ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ ''**الاسلام یھدم ما کان قبلہ**'' کہ اسلام کے باعث زمانہ کفر کے پہلے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں ہاں۔ اگر وہ مشرف بہ اسلام نہ ہوتیں پھر اگر کوئی شخص ان کے نام کے ساتھ لفظ سیدہ تحریر کرتا تو پھر واقعی یہ بات قابل اعتراض ہوتی۔ پھر ان کے مسلمان ہونے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ ان کی جو گفتگو ہوئی ہے وہ اس سبائی نظریہ کی تکذیب کرتی ہے اور یہ گفتگو حدیث کی امہات الکتب ''صحاحِ ستہ'' میں موجود ہے۔

ایک سوال میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مہمان نوازی اور ان کے دسترخوان کی وسعت کو بھی موردطعن بنایا گیا ہے۔ قانون اسلام میں ایک کفالت عامہ کی شق ہے اسی مد میں بیت المال سے وظائف کا اجراء کیا جاتا ہے۔ اور باقی رہا ان کی مہمان نوازی تو وہ ان کے ذاتی مال سے ہوتی تھی وہ کوئی اس زمانہ کے حکمرانوں کی طرح نہیں کہ ملکی خزانہ کو ذاتی ملکیت تصوّر کریں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی تھے۔ ان کے متعلق خیانت کا تصوّر بھی محال ہے۔ اس سوال کی دوسری شق میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لباس کے باعث موردطعن قرار دیا گیا ہے۔ واقعہ دراصل یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لباس کے متعلق کتب تاریخ میں یہ بھی مذکور ہے کہ ان کے جسم پر پیوند شدہ لباس ہوتا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ والے واقعہ میں جس لباس کا تذکرہ ہے وہ بھی ثابت ہے لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے جواب (کہ میں نے کافر بادشاہوں کو مرعوب کرنے کے لیے پرانے لباس پر نیا لباس پہنا ہے) پر خاموش ہوگئے تو معلوم ہوا کہ ان کا جواب صحیح ہے ورنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق تسامح کا تو تصوّر ہی نہیں ہوسکتا جب اصل معترض نے ان کے جواب کو صحیح تسلیم کیا تو پھر اس کے بعد تو کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ یہ کہے کہ یہ عذر نا قابل قبول ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان ویقین پر شک اور اُن کی پاکیزہ ونورانی شخصیت وسیرت پر تنقید سے بچائے اور اُن کے بارے میں حُسنِ ظن رکھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

بابر فاروق راشدؔ (سرگودھا)

حمد باری تعالیٰ

زمیں کا ذرّہ ذرّہ ہے اس شعور کا شاہد
مُبرّا ہے شراکت سے فقط تیری ذاتِ واحد
یہ مہ و انجم و خورشید میں جو تابانی ہے
تیری توحید تیری عظمت کی نشانی ہے
تو فلک بوس پہاڑوں میں نظر آتا ہے
حکم تیرے سے سمندر میں بھنور آتا ہے
تو پنہاں ہے غنچوں میں تو ظاہر ہے شراروں میں
تیرے جلوے نمایاں ہیں خزاں میں اور بہاروں میں
زمین و آسماں تیرے ہیں لیل و نہار تیرے ہیں
تو ہی مالک ہے سب کا سب اختیار تیرے ہیں
توہی موجود ہے ہر جا فقط تیری شاہی ہے
شراکت تجھ کو نہیں زیبا یہ قرآں کی گواہی ہے
خزاں کے موسموں میں جب پتے شجر سے گرتے ہیں
خبر تجھ کو یہ بھی ہے وہ کروٹیں کتنی بدلتے ہیں
تمنا ہے تُو راشدؔ کو ایسی نیک سیرت دے
جہانِ رنگ و بو میں علم و حکمت کی بصیرت دے

شورش کاشمیریؒ

نعت رسولِ مقبول ﷺ

خود ربِ دو جہاں ہیں خریدارِ مصطفیٰ
دیکھے تو کوئی گرمیٔ بازارِ مصطفیٰ

لاؤں کہاں سے شہپرِ جبریل کی اڑان
دل کھنچ رہا ہے جانبِ دربارِ مصطفیٰ

ڈھلنے لگی ہیں سورہ واللیل میں صبا
کھلنے لگے ہیں گیسوئے خم دارِ مصطفیٰ

پیر مغاں ! سنبھل کہ ادب کا مقام ہے
آتے ہیں میکدہ میں قدح خوارِ مصطفیٰ

غارِ حرا سے کرب وبلا کے مقام تک
دیدہ وروں پہ فاش ہیں اسرارِ مصطفیٰ

قرآں کی آیتوں میں سراپا ڈھلا ہوا
تمثیل بے مثال ہے کردارِ مصطفیٰ

سجدوں کی چاندنی سے جبینیں نکھر گئیں
آنکھوں میں بس گئے در و دیوارِ مصطفیٰ

شورش بہ فیضِ خواجۂ کونین دیکھ لوں
جی چاہتا ہے کوچہ و بازارِ مصطفیٰ

محمد عمر فاروق

بحضور شہیدانِ ختم نبوت

تم زمیں کے مکیں ، آسماں سے بلند ، نازشِ مصطفٰی ، زیبِ خلدِ بریں
اے شہیدانِ عشقِ رسالت پناہ ! تم سزا وارِ تبریک و صد آفریں
اس جہاں میں کوئی تم سا ہمسر کہاں ؟ تم سا کوئی نہیں ، کوئی تم سا نہیں
تم پہ لاکھوں سلام ، تم پہ لاکھوں سلام

جب ردائے نبوت پہ تھے حملہ زن ' سارقانِ زماں ، دشمنانِ نبی
سبز گنبد میں آقا پریشان تھے اور چشمِ صدیق بھی آنسوؤں سے بھری
اپنے ہی قلزمِ خون میں ڈوب کر ' تم نے ٹالی قیامت کی ایسی گھڑی
تم پہ لاکھوں سلام ، تم پہ لاکھوں سلام

کون سا ظلم تھا ' جو نہ توڑا گیا ؟ کون سا جبر تھا ' جو کہ چھوڑا گیا ؟
تیرِ دشنام سے تم کو گھائل کیا ' ہر تبرا بھی تم پر ہی تولا گیا
قدغنوں ، گولیوں ، پھانسیوں سے مگر ' قافلہ دینِ حق کا نہ موڑا گیا
تم پہ لاکھوں سلام ، تم پہ لاکھوں سلام

تم امینِ وفا ، روحِ صدق و صفا ، تم ہو نورِ یقیں ، تم سے روشن جہاں
تم تہور ، بسالت ، شجاعت فگن ، تم ہو راہِ عزیمت کے مردِ جواں
تم نے عہدِ یمامہ کو زندہ کیا ، سرخرو ، سربلند ، ضوفگن ، ضوفشاں
تم پہ لاکھوں سلام ، تم پہ لاکھوں سلام

ان شہیدوں کے صدقے میں مولا مرے! سرخ پرچم کی شانیں سلامت رہیں
تاج[۱] و افضل[۲] ، بخاری[۳] کے گلزار میں ، رحمتوں کی ہوائیں ہمیشہ چلیں
پھر بِنائے خلافت کی توفیق دے کہ جنّ و انس ، ملائک سبھی کہہ اٹھیں
تم پہ لاکھوں سلام ، تم پہ لاکھوں سلام

(۱) مدبرِ احرار ماسٹر تاج الدین انصاریؒ (۲) مفکرِ احرار چودھری افضل حقؒ (۳) سید الاحرار امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

ہاتف صحرائی

پیچھے کون ہے؟

سرزمین و دیں کی رسوائی کے پیچھے کون ہے؟
اس جنوں، اس شیطنت زائی کے پیچھے کون ہے؟

کر رہا ہے میری ارضِ پاک کو ناپاک کون
ایسی باطل کارفرمائی کے پیچھے کون ہے؟

وہ جو استصواب اور جمہوریت سے ہے ورا
اِس تکبر اور خود رائی کے پیچھے کون ہے؟

پشت پر ہے کون لادینی نظامِ فکر کی
دین سے بیزار دانائی کے پیچھے کون ہے؟

کون افرنگی سیاست کا یہاں ہے سرپرست
اس چڑیل اور اس چھل پائی کے پیچھے کون ہے؟

کر رہا ہے کون استقبال استعمار کا
بدمعاشوں کی پذیرائی کے پیچھے کون ہے؟

کس نے زندانی بنایا محسنینِ قوم کو
ان کی ایسی قدر افزائی کے پیچھے کون ہے؟

اپنے شہری کون کرتا ہے حوالے غیر کے
سازشوں کی ایسی گہرائی کے پیچھے کون ہے؟

کون پھیلاتا ہے دہشت، کون تڑواتا ہے پُل
ایسی ہر تخریب آرائی کے پیچھے کون ہے؟

کیوں مٹانا چاہتا ہے وہ علاج اور علم کو
جاں کنی اور جہل افزائی کے پیچھے کون ہے؟

دیکھنے دیتا نہیں کیوں میرا چہرہ بھی مجھے
کون ہے آئینہ آلائی کے پیچھے کون ہے؟

یہ جو میرے ہی لہو سے ہو رہا ہے سرخ رُو
دیکھنا میرے ہی اس بھائی کے پیچھے کون ہے؟

جس نے ہستی کا کیا ہر جیب و داماں تار تار
وہ تو سودائی ہے، سودائی کے پیچھے کون ہے؟

ہاتفؔ اک دینی رمق، اک جذبۂ حُبِّ وطن
اور میری خامہ فرسائی کے پیچھے کون ہے؟

سید کاشف گیلانی

غزل

اس شوخ کے جیسا کوئی دنیا میں نہیں ہے
وہ ماہِ شبِ چار دہم سے بھی حسیں ہے
وہ آنکھ ہے جیسے کوئی انمول نگیں ہے
لب جیسے کوئی غنچۂ فردوس بریں ہے
برباد ہے دنیا وہ اگر چیں بہ جبیں ہے
اس کی نگہِ لطف بھی غارت گرِ دیں ہے
اڑتے ہوئے گیسو ہیں کہ شب رنگ گھٹائیں
چہرے کی ضیاء ایسی کہ روشن یہ زمیں ہے
میخانہ وہ آنکھیں ہیں تو گردن ہے صراحی
جب سے اسے دیکھا ہے مجھے ہوش نہیں ہے
فرقت میں میسر ہے مجھے وصل کی لذت
وہ دور سہی مجھ سے مگر دل کے قریں ہے
دستور عجب ہے یہ محبت کے جہاں کا
جو فرش پہ بیٹھا ہے وہی عرش نشیں ہے
شاہوں کی جلالت کے جو آگے نہیں جھکتا
واللہ جبیں اس کی مجاہد کی جبیں ہے
دیوانہ نظر آتا ہے بے شک تمہیں کاشفؔ
دیوانہ نہ سمجھو اسے دیوانہ نہیں ہے

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ (غیر مطبوعہ۔جنوری ۱۹۹۹ء)

تاریخ، پروپیگنڈہ اور بلیدانِ عصر

(حادثاتِ کربلا وحرّہ کے پس منظر میں)

تاریخ

کچھ نامعلوم اور کچھ معلوم، عام واعظ یا وعظ فروش بلکہ وعظ بدوش حتیٰ کہ بعض کتاب خواں یا کتاب فروش، صاحب خروشِ بے ہوش محفل طرب کی لذتوں کو کدورتوں میں بدل دیتے ہیں۔تاریخ کو عقیدے میں مدغم کرتے ہیں کہ مریضِ ''ادغام'' ہیں۔ جہاں ایک جنس کے دوحرف دیکھے ''ہم جنسی'' میں مبتلا ہوگئے۔ جھالر اور جھاڑو میں فرق و امتیاز نہ کر سکے، جہالت و سفاہت کی آلودگیوں سے دامن نہ بچا سکے۔سماء و سمک کے فاصلوں، مرتبوں کو ''ہیچو ما دیگرے نیست'' کی نابودگی میں غطر بود کرنے والے سفیہوں کو کیا معلوم کہ تاریخ انسانوں کی لکھی ہوئی دستاویز ہے جو لکھنے والے کی ذہنی وفکری آلائشوں کو اپنے دامن میں لیے ہوئے ہوتی ہے۔وحی والہام نہیں کہ شک وشبہ اور ریب وارتیاب سے پاک ہو۔کوئی بات حتمی نہیں ہوتی۔ظنی باتیں ہیں جن پر اس دور کے ''لَم یَکُ اور لَم یَجِہ'' قسم کی مخلوق کو حَکم نہیں مانا جا سکتا۔اگر کسی درجہ میں حکمیت مانی جاسکتی ہے تو تاریخ کی امہات الکتب کی۔افراد کی صالحیت ان کی تاریخ دانی کی سند نہیں۔فقہی شخصیات تاریخ کے موضوع پر حجت نہیں۔

مؤرخ

محدثین کی ذوات بہت مقدس سہی مگر تاریخی روایات میں مؤرخ ہی معتبر ہے۔قرآن و حدیث کی ممدوح شخصیات پر گفتگو کے لیے ایمان اور اس کے متعلقات پر زبردست گرفت کی ضرورت ہے۔گزشتہ دنوں ایسے ہی ایک ''لَم یَکُ''، قسم کے صاحب نے اپنے حلقۂ سفہاء میں ڈینگ ماری کہ صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے یزید سے بیعت توڑلی تھی۔ایک اور ''لم چھڑے'' نے ہانکی کہ صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے یزید سے ڈر کے بیعت کی تھی اور اس قسم کی بیسیوں ''بزنگیاں'' ہیں جو ''سفیہانِ مدرسہ وخانقاہ'' فضا میں اچھالتے رہتے ہیں اور یوں روافض کے مزعومات کی تائید پلید کے مرتکب ہوتے ہیں۔ایسے بے پایہ وبے مایہ ''بلیدانِ عصر'' کی خدمت میں سرمہ چشمہ بصیرت حاضر ہے۔

ابن کثیر اور البدایہ والنہایہ

''البدایہ والنہایہ'' تاریخ کی ایسی کتاب ہے جسے دیوبندی، اہل حدیث، بریلوی سبھی جانتے اور مانتے ہیں۔اس

کے جلیل القدر مصنف ومؤلف الحافظ ابن کثیر دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) ''متفق علیہ'' شخصیت ہیں۔اور یہ اس عہد امن وسکون کی شخصیت ہیں جب دیوبندی، اہلحدیث اور بریلوی طبقات نہیں تھے۔ جوصرف اپنے آپ کو اہل حق نہیں بلکہ عین حق سمجھتے ہیں۔ ہر طبقہ دوسرے کو ''ضلٰل کبیر'' میں مبتلا سمجھتا ہے۔صاحب ''البدایہ والنہایہ'' ان آلائشوں سے پاک اور زمانی تقدم کے لحاظ سے عہدِ خیر کے نزدیک تر ہیں۔تاریخی لحاظ سے بہت بلند مقام ومرتبہ کے مالک ہیں۔ جہاں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں' بے لاگ ہوتا ہے اور جہاں صرف روایت بیان کرتے ہیں' وہاں صرف جمع ونقل پر اکتفا کرتے ہیں۔ روایات کی ذیل میں آپ کا رویہ مضبوطی کے ساتھ متصف ہے۔ڈھیلی ڈھالی روایات کو پسند نہیں کرتے۔(واللہ اعلم)

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کا ایفائے عہد

''حرّۃ'' کے حادثہ فاجعہ کے بعد کے حالات لکھتے ہوئے حضرت حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

وقد كان عبدالله ابن عمر بن الخطاب (رضى الله عنهما) وجماعات اهل بيت النبّوة ممن لم ينقص لعهد ولا بايع احدًا بعد بيعة ليزيد كما قال الامام احمدحدثنا اسمٰعيل بن عليه حدثنى صخربن جَويريَّةعن نافع قال لما خلع الناس يزيد بن معوية رضى الله عنه جمع ابن عمربنيه و اهله' ثم نشهد ثم قال اما بعد فاِنَّا بالعبنا هذا لرَّجُل علىٰ بيع الله و رسولهٖ و انى سمعت رسول الله ﷺ يقول ان الغادر يُنصب له' لواء يوم القيامه يقال هذه غدره فلانٍ ،و ان من اعظم الغدر الا ان يكون الاشراک باالله' ان يَّبايع رجل رجلاً علىٰ بيع الله و رسولهٖ ثم ينكث بيعة' فلا بخلعن احد منكم يزيد و لا يسرفن احد منكم فى هذا الامر فيكون الفيصل بينى و بينه' وقد راوه مسلم و الترمذى من صخر بن جويرية و قال الترمذى حسن صحيحٌ ،و قد راوه ابو الحسن على بن محمد بن عبد الله بن ابى سيف المدائنى عن صخر من جُويرية عن نافع عن ابن عمر فذكر مثله (البدایہ والنہایہ۔ج۸،ص۲۳۲،۲۳۳)

ترجمہ:''سیدنا عبداللہ ابن عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہما اور اہل بیت نبوت کی جماعتیں ایسی تھیں جنہوں نے عہد نہیں توڑا اور یزید سے بیعت کے بعد کسی اور کی بیعت نہیں کی ،جیسے امام احمد رحمہ اللہ نے کہا ہے۔حضرت نافع رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ جب لوگوں نے یزید کی بیعت توڑ دی تو حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے اہل وعیال کو جمع کیا پھر حق کی گواہی دی اور فرمایا ہم نے اس آدمی کی بیعت اللہ اور رسول ﷺ کی بیعت پر کی ہے اور میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا ہے۔آپ فرماتے تھے......'قیامت کے دن غدر مچانے والے ہر شخص کا ایک جھنڈا گاڑا جائے گا اور کہا جائے گا یہ فلاں غدر مچانے والے کی نشانی ہے اور سب سے بڑا غدر شرک ہے اور یہ کہ کوئی آدمی اللہ اور رسول ﷺ کی بیعت پر کسی آدمی کی بیعت کرے پھر اسے توڑ دے......تم میں سے کوئی بیعت نہ توڑے اور نہ اس معاملے میں کسی زیادتی کا مرتکب ہو (اگر ایسا ہوا) تو تمہارے اور میرے مابین یہ فیصلے کی گھڑی ہوگی۔مسلم وترمذی نے یہ حدیث روایت کی ہے اور اسے حسن وصحیح فرمایا ہے۔''

سیدنا محمد بن علیؓ کا ایفائے عہد:

اس سے زیادہ پرلطف اور جاندار واقعہ حضرت محمد بن حنفیہ (محمد بن علی رضی اللہ عنہما) کا ہے جو کربلا میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف نہیں لے گئے اور نہ کوئی بیٹا بھیجا۔ حادثۂ کربلا اور حادثۂ حرّہ کے بعد بات چیت ملاحظہ ہو:

ولما رجع اهل المدينه من عند يزيد مشى عبد الله بن مطيع و اصحابه الٰى محمد بن الحنفية فارادوه على خلع يزيد فأبىٰ عليهم فقال ابن مطيع ،ان يزيد يشرب الخمر ويترک الصلوٰةو يتعدّى حكم الكتاب فقال لهم (محمد بن علیؓ)ما رأيت منه ما تذكرون ، وقد حضرته' وأ قمت عنده فرأ يتُه مُواظباً على الصلاة،متحرّياً للخير يُسال عن الفقه ِملازماً للسُّنة قالوا فان ذلک منه تصنّعا لک فقال: و ماالذى خاف منى اؤر جا حتى يظهر الى الخشوع؟افأ طلعكم علىٰ ما تذكرون من شرب الخمر؟ فلئِنَّ كان أطلعكم على ذلک انكم لشركائو ہ' ،و ان لم يكن اطلعكم فما يحلُّ لكم ان تشُهدوا بما لم تعلموا قالوا: انه عند نالحق و ان لم يكن رأيناهُ،فقال لهم ابى الله ذلک على اهل الشهادة' فقال "اِلّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ " (القرآن الكريم) ولست من امركم فى شئى ،قالوا فلعلک تكره' ان يتولى الامر غيرک فنحنُ نوليکَ امرنا قال: مااَستحِل القتال علٰى ما تريد و ننى عليه تابعاً ولا متبوعاًقالوا: قد قاتلت مع ابيک 'قال جيئو نى بمثل ابى اقاتل على مثل ما قاتل عليه' فقالوا: فمرا بنيک اباالقاسم و القاسم بالقتال معنا' قال: لوامرتهما قاتلتُ قالوا فقم معنا مقاماًتحض الناس فيه على القتال ،قال سبحان الله امر الناس بمالا افعله ولا أرضاه' اذًا مانصحت لله فى عبادهٖ قالوا: اذًنكرهک قال: اذًا امرالناس بتقو الله ولايرضون المخلوق بسخط الخالق و خرج الىٰ مكّة.

(''البدایہ والنہایہ'' ج۸،ص۲۳۳)

ترجمہ:''اور جب مدینہ والے یزید کے پاس سے لوٹے تو ابن مطیع اور ان کے ساتھی حضرت محمد بن علیؓ کے حضور حاضر ہوئے اور ان سے یزید کی بیعت توڑنے کی خواہش کی تو انہوں نے انکار کردیا پھر ابن مطیع نے کہا یزید شراب پیتا ہے، بے نماز ہے، اللہ کی کتاب کی حکم عدولی کرتا ہے تو حضرت محمد بن علیؓ نے فرمایا جو کچھ تم کہتے ہو میں نے تو نہیں دیکھا حالانکہ میں اس کے پاس رہا ہوں، اس کی مجلس میں رہا ہوں، وہ نمازوں کا پابند ہے، خیر تلاش کرتا ہے، لوگ فقہ کے مسائل اس سے پوچھتے ہیں ،وہ تو سنت کا پابند ہے۔ کہنے لگے وہ تو آپ کے سامنے مصنوعی اعمال کرتا تھا۔ حضرت محمد بن علیؓ نے فرمایا: اس کو مجھ سے ڈرنے یا مجھ سے کسی چیز کی طمع کی کیا ضرورت تھی جو اس نے یہ تصنع کیا۔ اس کی شراب نوشی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا' کیا اس نے تمہیں اس کی اطلاع دی ہے؟ اور اگر تم اس کی اطلاع پر یہ گفتگو کرتے ہو تو تم اس میں برابر کے شریک ہو اور اگر بغیر اطلاع کے تم یہ الزام لگاتے ہو تو یہ تمہارے لیے حلال نہیں پھر وہ کہنے لگے یہ بات ہمارے نزدیک حق ہے' چاہے ہم نے نہیں

دیکھا۔حضرت محمد بن علیؒ نے فرمایا: اللہ نے گواہی دینے والوں کیلئے اس رویے کو ناپسند کیا ہے۔اور یہ آیت پڑھی۔''اَلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ''(القرآن الکریم) ''علم کے بغیر شہادت،شہادتِ حق نہیں ہوسکتی ہے'' تو عبداللہ ابن مطیع مع ساتھیوں کے کہنے لگے،آپ کو شاید شک ہو کہ ہم آپ کو ولایت امر نہیں سونپیں گے،ہم آپ کو ولی الامر بناتے ہیں۔آپ نے فرمایا: جو تم چاہتے ہو اس طریقے سے تو یہ قتال حلال نہیں،نہ میں تابعدار بنتا ہوں،نہ امیر۔پھر وہ کہنے لگے کیا آپ نے اپنے والد (سیدنا علیؓ) کی معیت میں جنگ نہیں کی؟ فرمایا: میرے ابا جیسا ڈھونڈ کے لے آؤ میں جنگ کے لیے تیار ہوں۔وہ کہنے لگے،اپنے بیٹوں میں سے کسی کو بھیج دیں۔آپ نے فرمایا،انہیں بھیجنا ہوتا تو خود لڑتا۔تب انہوں نے کہا کہ لوگوں کو ابھارنے کی جگہ چلو۔فرمایا،سبحان اللہ! لوگوں کو اس کام کا حکم دوں کہ جو میں نہ کرنا چاہتا ہوں نہ پسند کرتا ہوں۔میں تو اللہ کی رضا کے لیے لوگوں کو نصیحت کروں گا۔وہ کہنے لگے پھر تمہیں ہم ناپسند کریں گے۔اس پر آپ نے فرمایا: میں لوگوں کو اللہ سے ڈرنے کا درس دوں گا اور کہوں گا،مخلوق کی رضا خالق کے ڈر کے بدلے نہیں چاہتے۔اس کے بعد مکہ کی طرف کوچ کر گئے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کا جذبہ اطاعت

شریعت نبوی کے احترام اور اس کے ابلاغ کے اہتمام کی بہت سی مثالیں تاریخ میں ملتی ہیں مگر ایسی عظیم الشان مثال نہیں ملے گی۔سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک عظیم فیصلہ تو آپ پڑھ چکے ہیں۔اب ابلاغ دین کی شاندار مثال ملاحظہ فرمائیے:

قال ابو القاسم البغوی حدثنا مصعب الزبیری حدثنا ابن ابی حازم عن ھشام عن زید بن اسلم عن ابیه انَّ ابن عمر دخل و ھو معه' علیٰ ابن مطیع فلما دخل علیه قال: مرحبا بابی عبدالرحمن ضعوا له' وسادة فقال: انما جئتک لاحدّثک حدیثاً سمعته' من رسول اللہ ﷺ یقول ''من نزع یداً من طاعة فانه یأتی یوم القیٰمة لاحُجة له' و من مات مفارق الجماعة فانه یموت موتة جا ھلیةً'' وھکذا رواہ مسلم من حدیث ھشام بن سعد عن زید عن ابیه وعن ابن عمرؓ بهٖ عن محمد بن عجلان عن زید بن اسلم عن ابن عمر فذکرہ' (''البدایہ والنہایہ'' ج۸،ص۲۳۳)

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے ہمراہ ابن مطیع کے پاس گیا،ابن مطیع نے مرحبا کہا اور کہا ابوعبدالرحمٰن کے لیے تکیہ لگاؤ۔حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تو صرف تمہیں ایک حدیث سنانے آیا ہوں،میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا۔آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے اطاعت سے ہاتھ کھینچا وہ قیامت کے دن بے حُجت ہو کر آئے گا اور جس نے جماعت کا شیرازہ بکھیرا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔مسلمؒ اور لیثؒ نے ایسے ہی روایت کی ہے۔''

یہ تو تاریخ کے روشن روشن نقوش ہیں،جن میں کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں ہے،نہ جانے اہل سنت والجماعت کے بعض کورچشموں کو یہ چمکتے دمکتے حرف ولفظ اور کتاب کیوں نظر نہیں آتی؟ میں سمجھتا ہوں روافض کے پراپیگنڈے نے

جہاں عوام کالانعام کی آ گہی وشعور کی حس سلب کر لی ہے، وہاں خواص بھی مضمحل، حواس باختہ بلکہ بدحواس دکھائی دیتے ہیں جنہیں تاریخ کے اجلے صفحات میں ''لیلیٰ نظر آ تا ہے مجنوں نظر آ تی ہے''

عصر حاضر کے وہ مولوی جو ادراک و استدراک کی نعمت سے محروم ہو گئے ہیں' جو قصہ گوئی میں ماہر اور قرآن و حدیث کے بیان میں بے مغز گفتگو کر کے روافض ومبتدعین کی تصدیق کرتے ہیں، جو بنی اسرائیل کے احبار ورہبان اور مہنتوں کی طرح جلب زر، حُبِ جاہ اور قرب جاہ کے لیے روباہی اختیار کئے ہوئے ہیں۔قرآن وحدیث کے آئینے میں اپنا چہرہ دیکھنے کی کوشش کریں اور اسی آئینے میں مقام ومنصبِ صحابہ رضی اللہ عنہم دیکھنے اور سمجھنے کی روش اختیار کریں کہ وہ جرح و تنقید سے ماوراہیں۔

اشتہار الشریعہ

پروفیسر خالد شبیر احمد
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام

موجودہ دور اور احرار کا منشور

احرار اپنے یوم تاسیس سے لے کر آج تک اس بات پر بڑی شدت کے ساتھ قائم ہیں کہ ایسے نظامِ حکومت کی تردید میں اپنی پوری طاقت صرف کر دیں گے۔ جس میں نہ تو غریب لوگوں کے مفادات کا تحفظ ہے اور نہ ہی اللہ کی حاکمیت کا کوئی تصور ابھرتا ہے۔ ارد گرد دیکھا جائے تو احرار، مسلم لیگ نزاع کا اصل سبب بھی احرار کا یہی سچا اور کھرا مؤقف ہے جسے مسلم لیگ کا سرمایہ پرست مزاج قبول کرنے کے لیے تیار نہیں۔ کیونکہ سرمایہ پرستوں کے وارے نیارے اسی نظامِ جمہوریت کی وجہ سے ہیں۔ جبکہ احرار اس بات پر سختی سے قائم ہیں کہ اسلام میں حاکمیت اور سرمایہ اللہ کی امانت ہے۔ وسائلِ دولت پر کسی فردِ واحد یا کسی جماعت کو تصرف حاصل نہیں بلکہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہی یہ حق حاصل ہے کہ وسائل دولت کو اس کی ہدایت کے مطابق صرف کیا جائے۔ اسلام نے سیاست اور معیشت کے میدان میں واضح طور پر بنیادی اصولوں کی نشان دہی کر دی ہے جن کے تحت سیاست میں حقیقی حاکمیت اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اسی طرح وسائل معیشت بھی اللہ تعالیٰ کے ہی مِلک ہیں۔ انسان صرف امین ہیں۔ علامہ اقبالؒ اس حقیقت کی ترجمانی کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون — کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سیماب
کون دریا کھینچ کر پچھم سے بادِ ساز گار — خاک یہ کس کی ہے کس کا ہے نورِ آفتاب
کس نے بھر دی موتیوں سے خوشۂ گندم کی جیب — موسموں کو کس نے سکھائی ہے خوئے انقلاب
وہ خدایا، یہ زمیں تیری نہیں، تیری نہیں — تیرے ابا کی نہیں، تیری نہیں میری نہیں

ایک دوسری جگہ اس طرح ارشاد ہوتا ہے:

رزق خود را از زمیں بُردن روا است — ایں متاعِ بندہ و مِلکِ خدا است
بندۂ مومن امیں، حق مالک است — غیرِ حق ہر شئے کہ بینی ہالک است
باطنِ الارض للہ ظاہر است — ہر کہ ایں ظاہر نہ بیند کافر است

دین اسلام محض معاشرتی زندگی یا انسان کی سیاسی زندگی کی رہنمائی کا فریضہ انجام نہیں دیتا بلکہ اقتصادی زندگی میں بھی ایسے بنیادی اصول ہمارے سامنے پیش کرتا ہے جن پر عمل پیرا ہو کر ہم نہ صرف اپنے اقتصادی حالات کو بہتر بنا سکتے ہیں بلکہ اپنی معاشرتی اور سیاسی زندگی کو بھی سنوار سکتے ہیں۔ اقتصادیات کتاب زندگی کا اہم ترین باب ہے۔ جو زندگی کے

ہر پہلو کو متأثر کرتا ہے حتیٰ کہ ہماری اخلاقی زندگی پر بھی اس کا شدید اثر ہوتا ہے۔ اس لیے اقتصادیات کو نظر انداز کر کے زندگی کے کسی شعبے میں بھی اطمینان حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

پاکستان کا معرضِ وجود میں آنا مسلمانوں کی ایک عظیم اقتصادی ترقی اور معاشی خوشحالی بھی ہے کیونکہ پاک و ہند کے مسلمان، ہندو جاگیردار اور ہندو بنیے کی گرفت میں معاشی طور پر جکڑے ہوئے تھے۔ احرار نے اسی گرفت کو ڈھیلا کرنے کے لیے ریاست کپورتھلہ میں تحریک شروع کی تھی۔ جسے ہندو اور مسلمان سرمایہ پرستوں کے عدم تعاون نے محض مسلمان زمینداروں کی تحریک بنا کے رکھ دیا تھا۔ اسی معاشی بدحالی سے نجات حاصل کرنے کے لیے مسلمانوں نے تحریکِ پاکستان کا ساتھ دیا۔ جس کے نتیجے میں ایک ایسا معاشرہ قائم ہو سکے جس کی معاشی و اقتصادی ترقی کو اسلام کے معاشی اصولوں کے مطابق ترتیب دیا جا سکے۔ چنانچہ اسلام کے معاشی اصولوں کو عملی طور پر ایک خطۂ زمین پر نافذ کر کے ''نظریہ انفرادیت'' اور ''نظریہ اشتراکیت'' کے علمبرداروں پر اسلام کے معاشی نظام کی عظمت قائم کرنا بھی پاکستان کے بنیادی مقاصد میں سے ایک ہے۔

احرار اس حقیقت کا برملا اظہار کرتے ہوئے کوئی عار محسوس نہیں کرتے کہ اسلام کے سیاسی نظام کی کامیابی کا انحصار بھی اسلام کے معاشی اصولوں پر عمل کرنے پر ہی ہے۔ اسلام کے معاشی اصولوں کو پس پشت ڈال کر یا انہیں فراموش کر کے اسلام کے سیاسی اصولوں کے نفاذ کی بات کرنا دراصل اسلامی نظامِ حکومت (حکومتِ الٰہیہ) کو ناکام بنانے کی ناپاک کوشش ہے۔ جس کی مخالفت کرنا مجلس احرار اسلام اپنا دینی فریضہ سمجھتی ہے۔

مفکر احرار چودھری افضل حق ؒ اپنی معروف کتاب ''دین اسلام'' میں سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں

> ''اسلام دنیا میں عادلانہ اور مساویانہ نظامِ حکومت پیش کرنا چاہتا ہے۔ وہ سرمائے کو سوائے بیت المال کے اشخاص کے ہاتھ میں اکٹھا نہیں دیکھنا چاہتا۔ اس لیے سود کی حرمت اور جمع زر کی مذمت کرتا ہے۔ قرونِ اولیٰ میں اگر کوئی مسلمان امیر نظر آتا ہے تو انگریزی زبان کے فقرے کے مطابق ایسی استثنا ہے جو عام قانون کو ہی ثابت کرتی ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی سرمایہ داری آج کل کی سرمایہ داری کی طرح بے راہ روی سرمایہ داری نہ تھی۔ کیونکہ ان کی زندگی، سرمایہ داری کے باوجود ایک عام عربی کی زندگی تھی۔ انہوں نے خرچ میں کوئی امتیاز نہ رکھا تھا۔ وہ اپنے مال کا اپنے آپ کو امین سمجھتے تھے۔ اس لیے مجال ہے کہ کبھی اسراف کیا ہو اور دنیا کی زینت فراہم کرنے کے لیے خرچ اٹھایا ہو۔ ان کا مال سوائے جماعتی اور قومی کاموں کے کہیں خرچ نہیں ہوتا تھا۔ مزدور کا پہلے خون نچوڑنا اور سود لینا پھر اس کا حصہ عوام پر خرچ کر کے مخیّر کہلانا مذموم فعل ہے۔ پہلے مزدوروں اور کسانوں کو بھوکا مرتے دیکھنا پھر مرنے پر کفن ڈالنا رحم دلی نہیں، اپنے

سرمائے کا بے وقت اظہار ہے۔ایسی خیرات کو بند کرنے کے لیے بیت المال کو مضبوط کرنا سب سے بڑی نیکی ہے۔تا کہ ملک میں مساوات قائم کرنے کی باتیں مضبوط ہوں اور حاجت مند بطور حق بیت المال سے مدد حاصل کریں۔

سونے کے گڑوے میں آبِ زم زم ڈال دیں۔اگر پیندے میں چھید ہوگا تو پانی سارا بہہ جائے گا۔سرمایہ دارانہ نظام میں اسلام چھدا ہوا برتن ہے۔اگر سونے چاندی کے پہاڑ بھی مسلمانوں کے حوالے کر دیئے جائیں ،تو بھی وہ ایک دن افلاس کی موجودہ حالت کو پہنچ جائیں گے۔کیونکہ اسلام کا سارا لٹریچر زر کے لالچ سے بے نیاز ہونے کا درس دیتا ہے اور عام مسلمانوں نے مذہب میں ان کی ہی لیڈری قبول کی ہے جن کے گھروں میں چور دن کو بھی آ کر مایوس جاتے ہیں۔جن کا بادشاہوں اور امیروں کے مذہبی لٹریچر میں کہیں ذکر نہیں۔ایسی تعلیم و ماحول مسلمانوں کو بڑے بنکوں اور انشورنس کمپنیوں کو چلا کر امیر بننے پر زور دینا‘ عربی پڑھا کر سنسکرت کے اعلیٰ امتحان میں کامیاب بنانے کی امید لگاتا ہے۔پختہ رائے یہی ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام میں مسلمان ہمیشہ ماہیِ بے آب اور طائرِ بے ہوا رہے گا۔وہ صرف ایسے نظامِ حکومت میں آسودہ رہ سکتا ہے جو کامل اقتصادی بنیادوں پر قائم ہو۔“

مفکر احرار چودھری افضل حق رحمہ اللہ کی اس تحریر کا ایک ایک حرف مجلس احرار اسلام کا منشور ہے۔یہ تحریر معاشرہ کی سو فیصدی عکاسی کرتی ہے۔حالانکہ چودھری افضل حق رحمہ اللہ قیام پاکستان سے ایک عرصہ پہلے ۸ر جنوری ۱۹۴۲ء کو وفات پا گئے تھے۔اس تحریر سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اہل دل اور اہل بصیرت جانتے ہیں کہ جس کا کی بنیاد اسلام نہیں ہوگی اس میں کیا کیا قباحتیں پیدا ہونگی‘ پھر نظام سرمایہ داری تو انسان کے تمام اوصاف چھین لیتا ہے۔روپیہ اکٹھا کرنے کی دُھن انسان کو انسان نہیں رہنے دیتی۔بلکہ حیوان بنا دیتی ہے۔بھلا ایسے افراد کی موجودگی میں معاشرے کے اندر کیا اسلامی خوبی پیدا ہو سکتی ہے جہاں حرص و ہوس کے بندے غریب و نادار لوگوں کی جائز اور ضروری خواہشات پر اپنے اقتدار کا تخت بچھائے ہوں اور اسے عوامی اور جمہوری حکومت کا نام دیتے ہوں ، اس سے بڑا فریب شاید تاریخ انسانیت میں کہیں ڈھونڈے سے بھی نہیں مل سکتا اور یہ سب کچھ سرمایہ داروں کا کارنامہ ہے۔جو قیام پاکستان سے لے کر آج تک پاکستان کے اندر انجام دیا جا رہا ہے اور اس کا سارا کریڈٹ اس دور کی سب سے بڑی سرمایہ دار جماعت مسلم لیگ کو جاتا ہے۔علامہ اقبالؒ کے تصور پاکستان کا چرچا تو ہر زبان پر ہے لیکن علامہ اقبالؒ کے ان اشعار کا کیا جواب ہے جو آج بھی پاکستان کی فضا میں ایک چیلنج بن کے گونج رہے ہیں۔

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیبِ حاضر کی　　یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے
وہ حکمت ناز تھا جس پر خردمندانِ مغرب کو　　ہوس کے پنجۂ خونیں میں تیغ کارزاری ہے
تدبّر کی فسوں کاری سے محکم ہو نہیں سکتا　　جہاں میں جس تمدّن کی بِنا سرمایہ داری ہے

سید یونس الحسنی

امریکی صدارتی انتخابات اور عبرت گاہ عراق

ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں نئے صدارتی انتخاب کے لیے موجودہ صدر جارج ڈبلیو بش اور ڈیموکریٹ امیدوار جان کیری ایک دوسرے کے مقابلے پر زوردار مہم چلا رہے ہیں۔ اوّل الذکر افغانستان، عراق میں عسکری مداخلت کا دفاع کر رہے ہیں جبکہ ثانی الذکر ان پر امریکہ کو بے وقار کرنے کے الزامات کی بوچھاڑ کر رہے ہیں۔ بین الاقوامی میڈیا کی اطلاعات کے مطابق حقیقی عالمی برادری میں امریکہ اور اس کے صدر بش انتہائی قابل نفرت قرار دیئے جا چکے ہیں شاید اسی لیے جان کیری کہہ رہے ہیں کہ مسٹر بش کی ہنگامہ پرور پالیسیوں سے سپر پاور امریکہ قوموں کے ہجوم میں تنہا ہو کر رہ گیا ہے۔ عجیب اتفاق ہے کہ بش ڈاکٹرائن کی ناکامی سے کچھ حکومتیں زوال آشنا ہو چکی ہیں اور کئی ایک کو اپنے اپنے ممالک میں شدید عوامی مخالفت کا سامنا ہے۔ امریکہ کے سب سے بڑے فوجی حلیف ٹونی بلیئر بھی سکتے میں ہیں۔ خود بش کی حالت ہذیانی ہے اور ان کا گراف گردش لیل و نہار کے ساتھ برق رفتاری سے گرتا چلا جا رہا ہے۔ لوگ عراق و افغانستان میں اپنے فوجیوں کی روز افزوں ہلاکتوں سے برافروختہ ہو کر زبردست احتجاج بھی کر رہے ہیں۔ دراصل وہ اس روگ دھوگ سے نجات چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ڈک چینی، ڈونلڈ رمزفیلڈ اور کولن پاول عوام پر اپنی دھواں دھار تقریروں کا رنگ رچانے بٹھانے میں بری طرح ناکام رہے ہیں، بلکہ ان کا رنگ اکھڑتا جا رہا ہے۔ امریکی رنج راہ سے بہر حال آسودگی کے دل و جان سے متمنی ہیں مگر ان کا لیڈر تو خاک پاؤں کو لگنے ہی نہیں دیتا۔ اس کا ایک ہی انداز فکر ہے کہ کسی راہزن کی طرح دوسروں کی خوشیاں چھین لی جائیں، ہر ستم کاری کا جادو چلایا جائے، ہر کمزور و توانا کے آنگن میں بکھرنے والی سورج کی روپہلی کرنیں ماند کر کے انہیں شب گزیدگی کے اندھے غاروں میں دھکیل دیا جائے، گلستانوں سے عنبرین مہکاریں اڑا دی جائیں، چمن کے تمام گل بوٹوں کو بدبودار دانتوں سے چبا کر مغلظ کر دیا جائے۔ اپنی سفاکیوں سے مظلوموں کا گرم خون خشک کر دیا جائے، دل کو لبھانے والی تمام خوبرو کلیاں بارود کی برکھا سے مسل دی جائیں اور ان کا کھلنا ایک حسرت ناتمام کے سوا کچھ نہ رہے، اس اندھیاروں کے پجاری نے جیتی جاگتی دنیا پر گھپ اندھیری رات طاری کر دی ہے، اس میں حیات مستعار کہیں کھو گئی ہے۔ اب ہر ایک سوالی ہے کہ اس اپاہج رات میں کوئی سایہ ہے نہ آہٹ، تہی کہو زندگی اور روشنی کا کیا ہوا؟ اس استفسار پر وہ کھسیانا ہو کر رہ جاتا ہے۔ جب اسے کوئی جواب سجھائی نہیں دیتا تو وہ اپنے کمال کردار کے گھناؤنے پن پر رموزیں چھانٹنا شروع کر دیتا ہے۔ تاہم سوال اپنی جگہ ہمالیہ بن کر کھڑا ہے جو ہر عراقی و افغانی کی زبان سے ابلتا رہتا ہے

بقول شاعر ؎

کہاں ہے میری آزادی کی مشعل
غلامی کا اندھیرا روبرو ہے

عراقی مجاہدین کی شدید مزاحمت نے دنیا بھر کی حریت پسند اقوام کو کچھ حوصلہ بخشا ہے۔ اپنی بے سروسامانی کے باوصف انہوں نے گھمنڈی امریکہ کو لوہے کے چنے چبادیئے ہیں، اسے ویت نام یاد آ گیا ہے۔ وہ جو عراقی معدنی دولت پر شب خون مارنے آیا تھا خود ہی خطرات شب میں گھر چکا ہے، وہ جو مشرق وسطیٰ کے نین نقش بدلنے آیا تھا اپنے پیاروں کے خون سے اس کی اپنی حالت بدلنے لگی ہے، وہ جو صیہونی ریاست کا تحفظ کرنے وارد ہوا تھا، اسے اپنی حفاظت کے لالے پڑ گئے ہیں۔ فلوجہ اور نجف کے شیرانِ وفا اور بغداد و بصرہ کے مردانِ حُر نے اس کا خونی جبڑا چیر پھاڑ ڈالا ہے، اسے دم بہ دم اپنا بھیانک انجام نظر آنے لگا ہے، اس کا غرور خاک میں رل مل چکا ہے، آئے دن پہنچنے والے تابوتوں نے اسے ہلا کر رکھ دیا ہے، اب صحرائے عرب میں اس کی چیخیں بلند ہو رہی ہیں اور وہ بوکھلا کر بچاؤ بچاؤ کی صدائیں لگا رہا ہے۔ وہ جان چکا ہے کہ اتحادی صلیبی افواج اصولاً یہ جنگ ہار چکی ہیں عرب نوجوان انہیں جلا رہے ہیں، ان کے گلے کاٹ رہے ہیں کیونکہ وہ غاصبوں سے شدید نفرت کرتے ہیں۔ ان کی نفرت صلیبیوں کے لیے آتش سوزاں بن چکی ہے اور وہ ہر قیمت پر

ان کے ناپاک وجود سے اپنی سرزمین پاک کرنا چاہتے ہیں یہ جان لیوا کیفیات دیکھ کر بش نے نیا راگ الاپنا شروع کر دیا ہے کہ مسلم ریاست عراق میں مسلم ممالک کی افواج منگوائی جائیں جو امریکی کمانڈ اور کنٹرول میں رہ کر اتحادی فوجیوں کا تحفظ کریں۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک دو چھوڑ کر تمام مسلم ممالک نے اپنی افواج عراق بھیجنے سے کھل کر انکار کر دیا۔ البتہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ارباب اقتدار کی پالیسی گومگو کی سی ہے۔ ادھر عراقی مزاحمت کاروں نے خم ٹھونک کر اعلان کر دیا ہے کہ اگر کسی بھی مسلم ملک کی فوج عراق آئی تو نہ صرف اس مسلم ملک کو دشمن سمجھا جائے گا بلکہ اس کی فوج پر بھی ہلاکت خیز حملے کئے جائیں گے۔ ان دگرگوں حالات میں ایک اور سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلم ممالک کی افواج امریکیوں کے تحفظ کے لیے کیوں بھیجی جائیں؟ یہ ایک قدآور سچائی ہے کہ اتحادیوں کو عراق میں تاریخ کی بدترین ہزیمت کا سامنا ہے۔ عراقی عوام اپنی مٹی کے تقدس وتحفظ کے لیے بڑی فراخدلی سے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر رہے ہیں۔ بدیسی قابض افواج پر خود کش حملوں کی بھرمار ہے۔ تیل کی پائپ لائنیں اڑائی جا رہی ہیں، آئل ٹینکر تباہ کئے جا رہے ہیں، اتحادیوں نے بارود برسانے کی انتہا کر دی مگر عراقیوں کے جذبات حریت سرد نہیں ہو سکے، الٹا ظالموں کو تابوتوں کے تحفے بھیج رہے ہیں غور کیجئے! تمام تر جدید ترین وسائل اور سامان حرب کے باوجود غاصبوں کی حالت زار زبوں ہے۔ موصل، تکریت اور کربلا کے چوراہے جن کے لیے عبرت گاہیں بن گئیں ہیں، اب وہ سب مل بیٹھ کر سوچتے ہیں کہ ''خالہ کی مہمانی ہاتھ ڈال پچھتائی''

(کسی کے معاملے میں مداخلت کا نتیجہ تباہی ہوتا ہے)۔

اقوام وملک کے فیصلے ایک خاص تاریخی اہمیت وخصوصیت رکھتے ہیں۔ہماری حکومت بھی اپنے لحاظ سے کئی کٹھن مراحل سے گزری ہے اوراس نے بہت سے تلخ فیصلوں کا ڈول بھی ڈالا ہے مگر تادم تحریر؛وہ عراق کے حوالے سے کوئی واضح مؤقف اختیار کرنے سے قاصر رہی ہے۔شاید اس کی وجہ امریکہ کا نان نیٹو اتحادی ہونا ہے۔کچھ سرکاری ترجمان چند رٹے رٹائے اسباق پہ اصرار دھر کر قوم کو مطمئن کرنے کی ناکام سعی کرتے رہتے ہیں لیکن پاکستان کی ننانوے فیصد اکثریت اپنی افواج، کفار کے تحفظ کے لیے بھیجنے پر ہرگز آمادہ وتیار نہیں۔تاہم وہ اس مرحلے پر خوش ضرور ہیں کہ حکومت نے ایسا قدم ابھی تک نہیں اٹھایا۔ہم سمجھتے ہیں صدر مملکت کو دوٹوک الفاظ میں واضح کر دینا چاہیے کہ پاکستانی قوم کسی جارح کو بچانے کے لیے اپنی فوج آگ میں جھونکنے کے خلاف ہے کیونکہ وہ بجا طور سمجھتی ہے کہ عراقیوں کی روشنیاں اداس کرنے والوں کی اپنی روشنیاں گل ہوا چاہتی ہیں۔

جانباز مرزاؒ......حیات وادبی خدمات

تحریکِ آزادی کے نام ور کارکن اور ممتاز شاعر وادیب جانباز مرزا مرحوم پر محمد عمر فاروق،ایم فل (اردو) کا مقالہ بعنوانِ بالا کے تحت لکھ رہے ہیں۔(جس کی علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی نے باضابطہ طور پر منظوری واجازت دے دی ہے۔)جو احباب جانباز مرزا کے حالاتِ زندگی اور اُن کی تخلیقات سے متعلق معلومات رکھتے ہوں۔نیز ان کے پاس جانباز مرحوم کی نظمیں،خطوط،مضامین اور ماہنامہ ''تبصرہ'' کے شمارے موجود ہوں،ازراہ کرم اُن کی کاپی عطا فرمائیں یا آگاہ فرمائیں۔خود حاضر ہوکر بصد شکریہ استفادہ کیا جائے گا۔

جانباز مرزا کی درج ذیل تصنیفات تاحال دستیاب نہیں ہوسکیں۔ان کے متعلق معلومات مطلوب ہیں:

(۱)''حبسیاتِ جانباز''(کلام) (۲)''اور دیکھتا چلا گیا''

(۳)''درسِ حریت''(کلام) (۴)''تارِ گریباں''(کلام)

رابطہ: محمد عمر فاروق۔71/10 فیصل چوک تلہ گنگ،ضلع چکوال

مولانا محمد مغیرہ
(خطیب: جامع مسجد احرار چناب نگر)

مرزا قادیانی کی ’’عبادات‘‘

مرزا قادیانی جو اپنے آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظل (سایہ) قرار دیتا ہے اور اس کی اپنی تحریر میں ہے کہ ظل اپنے اصل سے جدا نہیں ہوسکتا۔ نیز اس سے بڑھ کر اس کا کہنا ہے کہ **من فرق بینی و بین المصطفیٰ فما عرفنی** کہ جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ ﷺ میں فرق کرتا ہے اس نے مجھے نہیں پہچانا۔ اس سے مراد ہے کہ نعوذ باللہ مرزا قادیانی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کسی قسم کا فرق نہیں ہے۔ اور جو فرق کرتا ہے وہ مرزا قادیانی کو پہچانتا نہیں۔

قارئین کرام! اسلام کا ایک شعبہ عبادات ہے جس میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، اعتکاف، قربانی، صدقات و خیرات تبلیغ، جہاد، درس و تدریس، تزکیۂ نفس، ذکر اذکار شامل ہیں۔ وہ شخص جس کا دعویٰ ہے کہ وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا ظل ہے۔ آیئے! دیکھتے ہیں کہ وہ عبادات میں اپنی اصل کے کتنے قریب ہے۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نماز سے ایک خاص شغف تھا۔ نوافل کثرت سے پڑھتے تھے۔ تہجد آپ پر فرض تھی۔ نماز میں قیام، رکوع و سجود اتنا طویل ہوتا کہ قدم مبارک پر ورم آجاتا۔ چاشت، اشراق، اوابین تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد وغیرہ نوافل کا خود بھی اہتمام فرماتے اور امت کو بھی اس طرف راغب کیا۔

مرزا قادیانی کو چاہیے تھا کہ حضور ﷺ کی طرح عبادت کے ساتھ اتنا شغف رکھتا کہ خود محسوس ہونے لگتا کہ ان کا دعویٰ ظل اپنے مقام پر درست ہے مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی اپنی کتابیں اور اس کے خلفاء کی کتابیں اس بارے خاموش ہیں کہ آیا وہ تہجد پڑھتا تھا یا نہیں؟ نوافل، اشراق، اوّابین تحیۃ الوضو تحیۃ المسجد سے کوئی مناسبت تھی یا نہیں؟ اگر مرزا قادیانی کا انہماک عبادات سے ہوتا تو یقیناً اس کا ذکر اس کی یا اس کے خلفاء کی کتب میں ہوتا۔ اس لیے یقیناً یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ وہ حضور علیہ السلام کا ظل ہے قطعاً غلط اور جھوٹ ہے۔ البتہ مرزائیوں کی کتب میں کچھ نماز، روزہ، حج کا تذکرہ ملتا ہے۔ جن لفظوں میں ملتا ہے پیش خدمت ہیں:

مرزا قادیانی اور نماز

☆ ’’ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مرزا صاحب کو سخت کھانسی ہوئی کہ دم نہ آتا تھا۔ البتہ منہ میں پان رکھ کر قدرے آرام معلوم ہوتا تھا۔ اس وقت آپ نے اس حالت میں پان منہ میں رکھے رکھے نماز پڑھی۔ تاکہ آرام سے پڑھ سکیں۔‘‘ (سیرت المہدی۔ جلد سوم)

☆''ڈاکٹر اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسی وجہ سے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نماز نہ پڑھا سکے تو حضرت صاحب نے حکیم فضل الدین صاحب کو نماز پڑھانے کے لیے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور! آپ جانتے ہیں کہ مجھے بواسیر کا مرض ہے اور ہر وقت ریح خارج ہوتی رہتی ہے' میں کس طرح نماز پڑھاؤں؟ حضور نے فرمایا حکیم صاحب آپ کی نماز باوجود اس تکلیف کے ہوجاتی ہے یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا ہاں۔ (یعنی ہوجاتی ہے) حضور نے فرمایا پھر ہماری بھی ہوجائے گی۔'' (سیرت المہدی۔ جلد سوم)

☆''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گرمیوں میں مسجد مبارک میں مغرب کی نماز پیر سراج الحق صاحب نے پڑھائی۔ حضور بھی (یعنی مرزا قادیانی) اس نماز میں شامل تھے۔ تیسری رکعت میں رکوع کے بعد انہوں نے بجائے مشہور دعاؤں کے حضور (مرزا قادیانی) کی ایک فارسی نظم پڑھی جس کا مصرع ہے:

اے خدا اے چارہ ازار ما'' (سیرت المہدی۔ جلد سوم)

قارئین! مرزا قادیانی کی نماز سے متعلق چند حوالہ جات آپ کے سامنے آئے۔ چودہ صدیوں میں ایسا کوئی عالمِ دین نہیں جس نے یہ فرمان وفتویٰ جاری کیا ہو کہ منہ میں پان یا اس جیسی کوئی چیز رکھ کر نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین میں اس کی کوئی گنجائش ہی نہیں مگر ظل کا دعویٰ کرنے والا منہ میں پان رکھ کر نماز پڑھا رہا ہے۔ واہ کیا نماز ہے! دین مصطفوی میں معذور اور تندرست کی نماز کے احکامات الگ الگ موجود ہیں۔ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین میں یہ کہیں ہے کہ معذور' تندرست کی امامت کرا سکے' ہرگز نہیں کرا سکتا۔ مگر ظل کا دعویٰ کرنے والا معذور کو کہہ رہا ہے کہ تم تندرست مقتدیوں کی امامت کراؤ۔

نماز میں فارسی کے الفاظ پر مشتمل دعا اور وہ بھی رکوع کے بعد' مرزا قادیانی کی فقہ میں تو ہوسکتی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت میں قطعاً نہیں ہے۔ مرزا قادیانی کا اپنے آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظل کہنا کیسے درست ہوسکتا ہے؟ کوئی پڑھا لکھا قادیانی ایسا ہے جو حوالہ کے ساتھ یہ ثابت کرسکے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی چیز منہ میں رکھ کر یا کسی معذور کے پیچھے نماز پڑھی (یقیناً نہیں) مگر ظل کا دعویٰ کرنے والا ایسا کر رہا ہے۔

اب آیئے روزہ کی طرف! روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو نماز پنج گانہ کی طرح فرض ہے۔ رمضان شریف کے روزے فرض ہیں اور روزہ سے تقویٰ نصیب ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر کوئی بغیر شرعی عذر کے روزہ چھوڑ دے تو ساری زندگی روزہ رکھتا رہے مگر اس ثواب کو نہیں پا سکتا جو اصل رمضان کا روزہ رکھنے کا ثواب تھا۔ رمضان کے روزوں کے علاوہ شعبان کے روزے، نیز ہر ماہ تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو روزہ رکھنا آپ ﷺ کا معمول تھا۔ اس کے علاوہ بھی روزہ رکھنا آپ کو بہت پسند تھا اور اس کے دینی اور دنیوی بڑے فوائد ہیں۔ اگر کسی آدمی سے فرض روزہ کسی شرعی عذر کی وجہ سے رہ جائے تو جب تک روزہ رکھنے کی طاقت ہے' اس وقت تک یہ حکم ہے کہ روزہ قضا کرے۔ فدیہ دینے سے روزہ کی

قضا پوری نہیں ہوتی۔ یہ تو معمول ہے ہمارے آقا ﷺ کا۔

مرزا قادیانی اور روزے

اب آیئے مرزا قادیانی کی طرف! اس کے روزوں کا حال پڑھیے جو اس کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے لکھا ہے:

☆''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے جب حضرت مسیح موعود کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنے شروع کئے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا۔ اس لیے باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپ نے روزوں کے زمانے میں روزے چھوڑے تو کیا پھر بعد میں قضا کیا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا نہیں صرف فدیہ ادا کر دیا تھا۔''

(سیرت المہدی۔ جلد دوم)

☆''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا تھا کہ دل گھٹنے لگا۔ دورہ ہوا اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے۔ اس وقت غروب آفتاب بہت قریب تھا مگر آپ نے فوراً روزہ توڑ دیا۔ آپ ہمیشہ شریعت میں سہل راستہ اختیار فرمایا کرتے تھے۔'' (سیرت المہدی۔ جلد سوم)

روزہ سے متعلق دو حوالے آپ کے سامنے آ چکے ہیں۔ یہ دورہ صرف رمضان المبارک میں ہی پڑتا تھا۔ بقیہ گیارہ ماہ میں اس دورے کے پڑنے کا تذکرہ سیرت المہدی میں کہیں بھی موجود نہیں ہے۔ معلوم نہیں' یہ کونسا دورہ تھا کہ صرف رمضان میں ہی پڑتا۔ حالانکہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کا مفہوم ہے کہ روزہ سے صحت نصیب ہوتی ہے مگر مرزا قادیانی جب بھی رمضان کا روزہ رکھتا اس کو دورہ پڑ جاتا اور باقی گیارہ مہینوں میں روزوں کی قضا کا نہ ارادہ ہوا اور نہ ہی قضا روزے رکھے۔ نیز دوسرے حوالہ کے مطابق یہ بات تو سیرت المہدی میں موجود ہے کہ مرزا قادیانی نے اس وقت روزہ توڑا جب غروب آفتاب بالکل قریب تھا مگر یہ کہیں موجود نہیں کہ پھر مرزا قادیانی نے اس کے کفارہ کے لیے ساٹھ روزے متواتر رکھے یا نہیں اور ہمیں یقین ہے کہ مرزا قادیانی نے کفارہ کے روزے نہیں رکھے وگرنہ سیرت المہدی میں اس کا ضرور تذکرہ ہوتا۔

قارئین محترم! عبادات میں حج صاحب استطاعت پر زندگی میں ایک دفعہ فرض ہے۔ کون ہوگا جس کے دل میں بیت اللہ کی زیارت اور روضۂ رسول ﷺ پر حاضری کی تڑپ نہ ہو۔ کئی غریب لوگ دیکھے گئے کہ ان کی استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے حج فرض نہیں لیکن ہر وقت تمنا دل میں لیے پھرتے ہیں کہ اللہ کرے حاضری ہو جائے۔ مگر مرزا قادیانی نے باوجود اسباب کے موجود ہونے کے زندگی میں نہ حج کیا اور نہ ہی بیت اللہ اور روضہ رسول ﷺ پر حاضری نصیب ہوئی۔ جس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مرزا قادیانی کے خیال میں جو مقام مکہ اور مدینہ کو حاصل ہے' وہی قادیان کو حاصل ہے۔ جس کا یہ نظریہ ہو اس بدبخت کو مکہ اور مدینہ کی حاضری کب نصیب ہو سکتی ہے۔ مزید ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا قادیانی اور حج

☆''اس جگہ (قادیان) نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطرہ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی۔(آئینہ کمالات)

آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں کئی عمرے کئے اور حج بھی کیا مگر مرزا قادیانی کو زندگی بھر ایک دفعہ بھی حاضری نصیب نہ ہوسکی۔ ہو بھی نہیں سکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے اور اپنے حبیب کریم ﷺ کے گھر میں کسی پلید، نجس اور مرتد کو کیسے آنے دیں پھر کیسے مان لیا جائے کہ مرزا قادیانی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظل ہے جبکہ ظل اصل سے جدا نہیں ہوتا اور یہ کیسا ظل ہے کہ اصل سے کسی جگہ پر موافقت ہی نہیں ہے۔ واضح ہو گیا کہ مرزا قادیانی کا اپنے آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظل کہنا ہی غلط ہے...... چہ نسبت خاک را بعالم پاک۔

ذرا غور تو کرو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین میں زکوٰۃ ایک اہم رکن ہے۔ مگر دوسری عبادات کی طرح زکوٰۃ کے باب میں بھی مرزا قادیانی صرف اپنی جیب بھرنے کے درپے رہا۔ زندگی بھر کبھی زکوٰۃ دینا نصیب نہ ہوئی۔ ملاحظہ فرمائیں:

مرزا قادیانی اور زکوٰۃ

☆''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود نے حج نہیں کیا، زکوٰۃ نہیں دی، اعتکاف نہیں کیا، تسبیح نہیں رکھی۔''(سیرت المہدی۔ جلد سوم)

تو لیجیے! جو کام نیکی، تقویٰ، طہارت کے تھے' سب سے مرزا قادیانی فارغ تھا۔ نہ حج کیا نہ اعتکاف کیا اور نہ ہی تسبیح رکھی۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی مرزا قادیانی کو اس کے دعویٰ کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظل ہے' مانتا ہے تو وہ اپنی عقل کا علاج کرائے۔

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس' تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان فون: 0641-462501

الیاس میراں پوری

7 ستمبر......قادیانیت کا یومِ حساب

عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ' ہر مسلمان کے ایمان کا جزوِ خاص ہے۔اس کے بغیر ایمان نامکمل اور ادھورا رہ جاتا ہے۔اسی مرکزی عقیدے میں نقب زنی کے لیے' اعتقادی قزاقوں نے جھوٹی نبوت کا لبادہ اوڑھ کر مختلف ادوار میں لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی۔اپنے تمام کفریہ وسائل' اس مکروہ مقصد کے حصول کے لیے صرف کیے لیکن ان جھوٹے مدعیانِ نبوت کا انجام کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔سب سے پہلے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس بدبخت ازلی کے خلاف جہاد کیا' جو ''جنگ یمامہ'' کے نام سے مشہور ہے۔اسی جنگ میں مسیلمہ کذاب' حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں جہنم واصل ہوا۔اس جنگ میں بے شمار حفاظِ قرآن صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی شہید ہوئے۔اسی دور میں اسود عنسی اور سجاح نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور پھر اپنے بھیانک انجام کو پہنچے۔

انیسویں صدی میں انگریز برصغیر کے اقتدار پر مسلط ہوا تو اس نے مسلمانوں کی ملّی وحدت کو کمزور کرنے اور انہیں جہاد سے بے گانہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔اس مقصد کے لیے اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کو چنا۔مرزا قادیانی نے فرنگی سامراج کی خواہشات کی تعمیل کرتے ہوئے' سب سے پہلے جہاد کے خلاف فتویٰ دیا کہ ''اب جہاد کرنے کی قطعی ضرورت نہیں اور حکومت برطانیہ سے تعاون کرو۔'' مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو وقفے وقفے سے مامور من اللہ، مجدد، مہدی، مسیح موعود بتلانا شروع کیا۔اس طرح مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے ۱۹۰۱ء میں مرزا نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔انگریز نے اس کی مکمل سرپرستی کی اور اپنے ''خود کاشتہ پودے'' کو خوب پروان چڑھایا۔ادھر لدھیانہ کے عظیم مجاہد آزادی، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے دادا مولانا محمد لدھیانویؒ اور اُن کے رفقاء مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ اور مولانا عبداللہ لدھیانویؒ نے ۱۸۸۴ء میں' سب سے پہلے مرزا قادیانی کے کفر کا اعلان کیا۔بعد میں مولانا محمد حسین بٹالویؒ، حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ اور حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے مرزا کا بھرپور علمی محاسبہ کیا اور اس کی نام نہاد نبوت کی دھجیاں بکھیر دیں۔اپنے زمانہ کے امام المحدثین حضرت علامہ محمد انور شاہ کاشمیریؒ (شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند) کو قادیانیت کے عوامی محاسبے کی ہمہ وقت فکر رہتی۔انہی کے ایماء پر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا ظفر علی خانؒ، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، ادیبِ حُریت چودھری افضل حقؒ، خواجہ عبدالرحمٰن غازی، مولانا سید محمد داؤد غزنوی اور ضیغمِ احرار شیخ حسام الدینؒ کی باہمی مشاورت سے ۲۹ر دسمبر ۱۹۲۹ء کو مجلس احرار اسلام کا قیام عمل میں آیا۔جس کا بنیادی منشور

'انگریزی اقتدار کا خاتمہ، عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور قادیانیت کا محاسبہ تھا۔ ابھی احرار کو قائم ہوئے چند ہی دن گزرے تھے کہ کشمیر میں آزادی کی تحریک بھڑک اٹھی۔ ریاستی جبر و تشدد کے خلاف، کشمیری مسلمانوں کے اس طوفان خیز احتجاج کو ''تحریک'' کی شکل مجلس احرار اسلام نے دی۔ قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے انہی دنوں' بظاہر کشمیر کے احتجاجی ہنگامے فرو کرنے کے عزم سے' چند سیاسی زعماء پر مشتمل ''کشمیر کمیٹی'' بنائی اور حضرت علامہ اقبالؒ کو اس میں شامل کر لیا۔ یہ دراصل کشمیر میں قادیانیت پھیلانے اور کشمیر کو قادیانی ریاست بنانے کی ایک سازش تھی۔ احرار رہنماؤں کے متوجہ کرنے سے علامہ اقبالؒ کشمیر کمیٹی سے مستعفی ہوگئے اور تحریک کشمیر کو 'ہائی جیک'' کرنے کی قادیانی سازش بری طرح ناکام ہوئی۔ قادیانیوں کے تعاقب و محاسبہ کے سلسلے میں مجلس احرار کی تحریکی مساعی کا یہ ایک اہم سنگ میل ہے۔ پھر مجلس احرار اسلام نے اکتوبر ۱۹۳۴ء میں قادیان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک عظیم الشان ''احرار تبلیغ کانفرنس'' منعقد کی۔ جس میں قریباً دو لاکھ سے زائد مجاہدین ختم نبوت نے شرکت کی۔ ہندوستان کے معروف علماء خصوصاً حضرت مفتی کفایت اللہؒ، مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مولانا ظفر علی خانؒ اور ابوالوفا شاہجہان پوریؒ نے بھی کانفرنس سے خطاب کیا۔ قادیان میں مدرسہ و مسجد ختم نبوت کی بنیاد رکھی گئی۔ میاں محمد رفیق اور میاں قمر الدین رحمہم اللہ (رئیسان اچھرہ' لاہور) دونوں بزرگ ''احرار ختم نبوت وقف قادیان'' کے سرپرست بنے۔ احرار رہنماؤں کے اس جرأت مندانہ اقدام سے ہندوستان بھر میں ختم نبوت کے حوالے سے عوامی بیداری کی ایک زبردست لہر پیدا ہوئی۔ قادیانی نبوت کی جھوٹی اور شکستہ عمارت دھڑام سے زمین پر گرتی محسوس ہوئی۔ احرار کے اس مقدس جہاد میں ہر مسلک کے علماء کرام اور ہر طبقہ فکر کے زعماء نے مجلس احرار اسلام کی دعوت پر لبیک کہا۔

قیام پاکستان کے بعد مجلس احرار اسلام نے اپنی سیاسی حیثیت ختم کر کے خود کو خالص دینی، تبلیغی، اصلاحی اور سماجی خدمات کے لیے وقف کر دیا۔ جب پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ ایک قادیانی' چودھری ظفر اللہ خان کو بنایا گیا تو اس نے اپنے عہدے کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے' قادیانیوں کو کلیدی عہدوں پر تعینات کیا، ان کے لیے مراعات اور تحفظات کے انبار لگا دیئے۔ ملک کی انتظامی مشینری میں قادیانی اثر و نفوذ میں روز بروز اضافہ ہونے لگا۔ غیر ممالک میں پاکستانی سفارت خانے قادیانیت کے اشاعتی مراکز بن گئے۔ ۱۹۵۳ء میں ظفر اللہ قادیانی کو ہٹانے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لیے پورے ملک میں تحریک چلائی گئی۔ تحریک میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، تمام اکابر احرار اور ان کے رفقاء حضرت مولانا سید ابوالحسنات قادریؒ، حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ، مولانا مظہر علی اظہرؒ، شیخ حسام الدینؒ اور ماسٹر تاج الدین انصاریؒ سمیت تمام دینی اکابر کی عملی رفاقت حاصل رہی۔ حکومت نے اس وقت کے گورنر جنرل خواجہ ناظم الدین کی ہدایت پر ملک بھر میں تحریک ختم نبوت کے تمام مرکزی اور مقامی قائدین کو جیل میں ڈال دیا اور ہزاروں

کارکنوں پر وحشیانہ تشدد کی انتہاء کردی۔ مولانا عبدالستار نیازیؒ اور مولانا مودودیؒ کو سزائے موت سنائی گئی جبکہ جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاریؒ اور مولانا غلام غوث ہزارویؒ تمام تر حکومتی کوششوں کے باوجود گرفتار نہ ہو سکے اور پس پردہ رہ کر تحریک کو زندہ رکھا۔ ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، شیخ حسام الدینؒ، قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ اور مولانا محمد علی جالندھریؒ سمیت ہر حق گو رہنماء کو عشق رسول ﷺ کی پاداش میں جیل میں ٹھونس دیا گیا۔ وقت کے چنگیز جنرل اعظم خاں نے مارشل لاء نافذ کر کے لاہور کے نہتے مسلمانوں پر گولیاں چلائیں، سینکڑوں مجاہدین نے اپنے خون سے تحریک تحفظ ختم نبوت کی آبیاری کی۔ ریاستی تشدد کے شرمناک استعمال سے وقتی طور پر یہ تحریک دبا دی گئی لیکن حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فرمایا کہ ’’میں نے اس تحریک کی صورت میں‘ ایک ٹائم بم نصب کر دیا ہے‘ وقت آنے پر یہ بم ضرور پھٹے گا اور فتنۂ مرزائیت کو اس کے انجام سے دوچار کرے گا۔‘‘

۱۹۷۳ء میں آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانیوں کی اسلام اور وطن دشمن سرگرمیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے‘ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ جس نے تحریک تحفظ ختم نبوت کے لیے مہمیز کا کام دیا۔ تب آزاد کشمیر کے صدر سردار عبدالقیوم کو قائد احرار سید ابوذر بخاریؒ نے اس جرأت مندانہ اقدام پر‘ ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا:

’’صحیح ترین بات یہ ہے کہ آزاد کشمیر کی محدود تر حکومت کی مقید ترین اسمبلی نے اس دورِ ضلالت میں ملکی اور عالمی سطح پر کسی برسر اقتدار کفر و الحاد کا کوئی رعب اور خوف محسوس نہ کیا۔ اور تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت کے شہداء کے خون بے گناہی کا روحانی پیغام قبول کر لیا ہے۔‘‘

۲۲ رفروری ۱۹۷۴ء کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبہ کا ایک گروپ‘ شمالی علاقہ جات میں سیر و تفریح کی غرض سے ملتان سے پشاور جانے والی گاڑی چناب ایکسپریس کے ذریعے روانہ ہوا۔ جب گاڑی ربوہ (موجودہ چناب نگر) ریلوے اسٹیشن پہنچی تو مرزائیوں نے گاڑی میں مرزا قادیانی کے کفر و الحاد پر مشتمل لٹریچر تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ جس سے طلباء اور قادیانیوں میں جھڑپ ہوتے ہوتے رہ گئی۔ قادیانیوں نے اپنے ذرائع سے طلبہ کی واپسی کا وقت اور دن معلوم کر کے طلبہ سے نمٹنے کا منصوبہ بنایا۔ جب طلبہ واپس پہنچے تو قادیانی اسٹیشن ماسٹر نے طلبہ کے ڈبے پر نشان لگا دیا۔ قادیانیوں نے ڈبے کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے بے لگام قادیانی ہجوم کو دیکھتے ہوئے طلبہ نے کھڑکیاں اور دروازے بند کر دیئے۔ ہجوم، کھڑکیاں اور دروازے توڑ کر ڈبے میں داخل ہو گیا۔ تمام طلبہ کو ڈبے میں گھسیٹتے ہوئے باہر لائے، ان پر اتنا تشدد کیا کہ وہ خون میں نہا گئے۔ گاڑی کا سگنل ہو چکا تھا۔ لیکن سوچے سمجھے منصوبے کے تحت گاڑی کو روکے رکھا گیا۔ جب قادیانیوں نے اپنے دل کی بھڑاس نکال لی‘ تب گاڑی روانہ ہوئی۔ جب گاڑی ختم نبوت کی خاطر لہولہان ہونے والے طلبہ کو لے کر فیصل آباد پہنچی تو پورے شہر میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ خبر پورے

ملک میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔

قادیانیوں کی اس سفاکی پر پورا ملک خصوصاً فیصل آباد سراپا احتجاج بن گیا۔زخمی طلبہ کی مرہم پٹی کی گئی۔وہی تحریک جو برسوں پہلے ریاستی تشدد سے بظاہر دب گئی تھی‘ایک بار پھر سر اٹھانے لگی۔پورے ملک میں احتجاجی ریلیوں ،جلسوں اور جلوسوں کا سیلاب امڈ آیا۔حکمرانوں نے حسب معمول اس واقعہ کو بھی دبانے کی کوشش کی لیکن پنجاب اسمبلی میں بھی سانحہ ربوہ کی بازگشت سنی گئی۔قائد حزب اختلاف علامہ رحمت اللہ ارشد نے کہا کہ ’’ختم نبوت کی دینی حیثیت کے متعلق تمام ملک کے علماء متفق ہیں کہ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔انہوں نے کہا کہ قادیانیوں نے سات دن منصوبہ بندی کی مگر حکومت نے کوئی نوٹس نہیں لیا۔‘‘ قادیانیوں کی اس چنگیزیت کو دیکھتے ہوئے اور صورت حال کو بھانپتے ہوئے‘ ملک کے تمام اکابر علماء وقائدین متفق ہو گئے۔۹رجون ۱۹۷۴ء کو لاہور میں مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی صدارت میں مجلس عمل کا اجلاس ہوا۔مولانا مفتی محمودؒ،مولانا شاہ احمد نورانی،جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاریؒ،مولانا عبید اللہ انورؒ،مولانا عبدالستار نیازیؒ،آغا شورش کاشمیریؒ اور نوابزادہ نصر اللہ خانؒ وغیرھم ایسی نمائندہ دینی وقومی شخصیات نے اس اجلاس میں شرکت کی۔

تحریک آہستہ آہستہ زور پکڑتی جا رہی تھی۔۹رجون کے اجلاس میں مولانا محمد یوسف بنوریؒ کو مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا کنوینئر مقرر کیا گیا جبکہ ۱۷جون فیصل آباد کے اجلاس میں مجلس احرار اسلام ،مجلس تحفظ ختم نبوت ،جمعیت علماء پاکستان ،جمعیت علماء اسلام ،حزب الاحناف ،مرکزی جمعیت اہل حدیث ،جماعتِ اسلامی ،مسلم لیگ ،جمہوری وطن پارٹی ،اسلامی جمعیت طلبہ ،تحریک طلبا اسلام ،جمعیت طلباء اسلام اور دیگر مختلف دینی وسیاسی جماعتوں کی مرکزی قیادت نے بھرپور شرکت کی۔چونکہ مختلف مکاتب فکر اور مختلف سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے قائدین موجود تھے۔ہر ایک کی خواہش تھی کہ یہ سعادت ہمارے حصے میں آئے۔بالآخر سید ابوذر بخاریؒ اور شورش کاشمیریؒ کی گہری بصیرت سے یہ مشکل مرحلہ بہ آسانی حل ہو گیا۔چنانچہ حضرت علامہ بنوریؒ کو صدر اور علامہ محمود احمد رضویؒ کو مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا سیکرٹری جنرل منتخب کیا گیا۔تحریک کو مزید مؤثر اور طاقتور بنانے کے لیے آغا شورش کاشمیریؒ،مولانا مفتی محمودؒ،سید ابوذر بخاریؒ،علامہ محمود احمد رضویؒ،مولانا شاہ احمد نورانی اور دیگر جید علماء کرام نے ملک کے طوفانی دورے کیے اور مسلمانوں کو قادیانیت کا حقیقی چہرہ دکھایا۔ایسے ایسے علاقوں میں گئے‘ جہاں لوگ قادیانیوں کو مسلمان ہی سمجھتے تھے۔قائدین تحریک کے اس اقدام سے قادیانی بوکھلا گئے۔اسی دوران قادیانیوں نے اسلحہ کی نمائش اور تشدد کے ذریعہ سے کئی مقامات پر مسلمانوں کو ہراساں کرنے کی کوششیں کیں۔بھٹو حکومت نے کوشش کی کہ کسی طرح یہ تحریک دب جائے مگر اسے ناکامی ہوئی۔سید ابوذر بخاریؒ کے وارنٹ گرفتاری جاری ہو گئے۔امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے دوسرے فرزند مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ کو گجرات اور پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری کو لاہور سے گرفتار کر لیا گیا مگر اس سے عوامی جوش وخروش میں مزید اضافہ ہو گیا۔

اس مقدس تحریک میں طلبہ تنظیمیں بھی پیش پیش تھیں ۔اسلامی جمعیت طلبہ، جمعیت طلبہ اسلام، انجمن طلبہ اسلام اورتحریک طلبا اسلام کی خدمات کوفراموش نہیں کیا جاسکتا۔

حکومت بالآخرتحریک کے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوگئی۔قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی قائم کردی گئی ۔ جسے فریقین کی بات سن کر فیصلہ کرنا تھا۔اس کمیٹی میں قادیانی خلیفہ مرزا ناصراحمد پر کئی روز جرح کی گئی۔قومی اسمبلی میں مجلس عمل کی نمائندگی مولانا شاہ احمد نورانی ؒ ، پروفیسر غفور احمد، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ ، مولانا عبدالحقؒ (شیخ الحدیث جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک) اور دیگر ارکان کررہے تھے۔مذکورہ حضرات نے شب وروز کی مساعی جمیلہ سے وہ تمام لٹریچر جمع کیا جوخصوصی کمیٹی کے لیے ضروری تھا۔

شہداء ختم نبوت کا مقدس، پاک وپوتر خون اور قائدین تحریک تحفظ ختم نبوت کی بے لوث قربانیاں رنگ لے آئیں ۔قومی اسمبلی نے مرزا ناصر پر گیارہ دن تک اور مرزائیت کی لاہوری شاخ کے امیر پر سات گھنٹے مسلسل بحث کی ۔کئی دفعہ ایسے نازک موڑ بھی آئے کہ الجھاؤ کا خطرہ لاحق ہوگیا اور مجلس عمل کے رہنما اس سلسلے میں کسی بھی تاخیر والتوا سے بچنے اور فیصلہ کن مرحلے تک پہنچنے کی خاطر سر بکف ہوکر قید وبند کے لیے تیار ہوگئے مگر خداوندِ عالم کے فضل وکرم سے اتفاق رائے ہوگیا۔۷ستمبر۱۹۷۴ء کا وہ مبارک دن آپہنچا' جب قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر سہ پہر۴ بج کر ۳۵ منٹ پر قادیانیوں کی دونوں شاخوں (قادیانی اور لاہوری) کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے قائد ایوان کی حیثیت سے خصوصی خطاب کیا۔عبدالحفیظ پیرزادہ نے اس سلسلے میں آئینی ترمیم کا تاریخی بل پیش کیا اور جب یہ بل متفقہ رائے سے منظور ہوگیا تو حزبِ اقتدار وحزبِ اختلاف فرطِ خوشی ومسرت سے آپس میں بغل گیر ہوئے ۔اس طرح یہ تاریخ ساز دن علماء حق اور شہداء ختم نبوت کی بے لوث قربانیوں کی فتح کا دن ثابت ہوا۔

ماھانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

☆ دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان ☆ 30 ستمبر 2004ء بروز جمعرات، بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی **سید عطاء المہیمن بخاری** دامت برکاتہم

(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

الداعی: سید محمد کفیل بخاری ناظم جامعہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان فون: 061-511961

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

خوبصورت آنکھ

اور انسان کتنا بے وقوف ہے کہ دنیا کے اس قبرستان میں کھڑے ہو کر اپنے آپ پر اتراتا ہے......اور سب سے زیادہ تعجب کی بات یہی ہے کہ ہم روز دوسروں کو مرتے ہوئے دیکھتے ہیں لیکن زندگی اس طرح گزارتے ہیں جیسے خود کبھی نہیں مریں گے۔

ایک دفعہ بابا جی فریدؒ اپنے سیلانی دور میں ایک بستی میں سے گزرے......دیکھا کہ ایک خوبصورت عورت ایک غریب عورت کو مار رہی ہے......بابا جی نے وجہ دریافت کی......پتا چلا یہ امیر عورت ایک عشرت گاہ کی مالکہ ہے اور غریب اس کی ملازمہ......اس دن ملازمہ نے مالکن کی آنکھوں میں کاجل ڈالا' اس کے ساتھ کوئی ریت کا ذرہ بھی چلا گیا جو اس کی آنکھوں میں بڑا تکلیف دہ لگا۔ اس لیے اس نے ملازمہ کو مارا......بابا جی اپنے سفر پر گامزن ہو گئے......ایک مدت کے بعد واپسی کا سفر شروع ہوا اور اسی بستی کے قبرستان میں قیام کے دوران' بابا جی نے ایک عجیب منظر دیکھا......ایک چڑیا نے ایک انسانی کھوپڑی میں بچے دے رکھے تھے......وہ چڑیا آتی اور چونچ میں دانہ دنکا لا کر بچوں کو کھلاتی......بچے کھوپڑی کی آنکھ سے منہ باہر نکالتے اور خوراک لے کر اندر چلے جاتے......انسانی کھوپڑی کا یہ مصرف بابا جی کو عجیب سا لگا......سوچتے سوچتے انہیں نیند آ گئی......رات کو خواب میں دیکھا کہ یہ اسی خوبصورت عورت کی کھوپڑی ہے جو آنکھ میں ریت کا ذرہ برداشت نہ کر سکی تھی......آج اس کی آنکھوں میں چڑیا کے بچے بیٹھے ہیں......بابا جی نے شلوک کہا:

جن لوئیں جگ موہیا سو لوئیں میں ڈِٹھ
کجرا ریکھ نہ سہندیاں تے پنچھی سوئے بِٹھ

جو آنکھیں ایک جہان کے لیے پرکشش تھی' وہ آج میں نے دیکھیں......کل آنکھ میں ریت کا ذرہ برداشت نہ ہو سکا تھا۔ آج پرندے کے بچے ان آنکھوں میں بیٹ کر رہے ہیں......بابا جی کی زبان پر بے اختیار قرآن مجید کی یہ آیت جاری ہو گئی:

يَا اَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ

''اے انسان! تجھے کس چیز نے اپنے رب کریم سے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔''

☆......☆......☆

حافظ حبیب اللہ چیمہ

آہ! مولانا عبدالرشید رحمہ اللہ

جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے مہتمم اور فاضل دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا عبدالرشید ۸؍اگست کو ساہیوال میں انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا عبدالرشید ۱۹۲۴ء میں ضلع فیروز پور (انڈیا) کے گاؤں بڑی وال میں پیدا ہوئے۔ مڈل تک تعلیم دھرم کوٹ (انڈیا) سے حاصل کرنے کے بعد مدرسہ خیر المدارس جالندھر میں داخل ہوئے جبکہ درس نظامی کے آخری چار سال دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کرتے ہوئے، دورہ حدیث دارالعلوم دیوبند سے کیا۔ دارالعلوم دیوبند میں ان کے اساتذہ کرام میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیبؒ، شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علیؒ سے خصوصی تعلق اور حضرت مدنیؒ سے سلسلہ بیعت بھی تھا۔ دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد آپ گورنمنٹ سکول کرشن نگر لاہور میں عربی مدرس مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۴ء میں آپ نے ونجاری ضلع ساہیوال میں مدرسہ عربیہ حسینیہ کی بنیاد رکھی۔ اس دوران وہاں بڑے بڑے علماء کرام آتے رہے۔ آپ کی شادی حضرت مولانا مفتی فقیر اللہؒ کی صاحبزادی سے ہوئی جو کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ، مولانا لطف اللہ شہیدؒ اور بانی جامعہ رشیدیہ مولانا فاضل حبیب اللہ رشیدی کی ہمشیر تھیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ کے صاحبزادے اور جامعہ رشیدیہ کے ناظم مولانا مطیع اللہ رشیدی کے انتقال کے بعد جامعہ رشیدیہ کی انتظامیہ اور اکابر کے مشورہ کے بعد حضرت مولانا عبدالرشید فاضل دیوبند کو جامعہ رشیدیہ کا مہتمم مقرر کیا گیا۔ مولانا مرحوم قریباً ۱۲ سال جامعہ رشیدیہ کے مہتمم رہے۔

مولانا مرحوم اکابر دیوبند کی نشانی تھے۔ جب بھی ملنے کا اتفاق ہوا چہرہ ہشاش بشاش پایا۔ ۲۰۰۲ء میں جامعہ رشیدیہ کے سالانہ جلسہ کے موقع پر نماز فجر کے بعد راقم الحروف نے مولانا عبدالرشیدؒ کے کمرہ میں جا کر مولانا سے ملاقات کی۔ اپنے جامعہ رشیدیہ کے تعلیمی دور مولانا حبیب اللہ رشیدیؒ سے تعلق، والد محترم حافظ عبدالرشید صاحب دامت برکاتہم اور حضرت خواجہ خان محمد دامت برکاتہم سے نسبت روحانی کا بتایا تو خصوصی محبت اور شفقت فرمائی اور دیر تک اکابر علماء کا تذکرہ فرماتے رہے۔

آپ کا انتقال ۸؍اگست بروز اتوار صبح ۸ بجے ہوا اور اسی شام بعد نماز عصر جامعہ رشیدیہ سے متصل محمودیہ ہائی سکول میں آپ کی نماز جنازہ مولانا سید امیر حسین گیلانی نے پڑھائی، جس میں پنجاب بھر کے علماء نے شرکت کی۔ جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے مجلس احرار اسلام کی نمائندگی کی۔ چند روز بعد حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری تشریف لے گئے اور متوسلین و منتظمین جامعہ رشیدیہ سے تعزیت کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے نیز جامعہ رشیدیہ کو آباد و شاد رکھے۔ (آمین)

انتخاب: محمد یوسف شادؔ

''دین اسلام''

(مفکرِ احرار چودھری افضل حقؒ)

● عام قیاس یہی ہے کہ ایک وقت میں دو کام اور ایک لمحہ میں دو دھیان نہیں ہو سکتے۔ اس لئے بعض کے نزدیک ہر وقت خدا کے دھیان سے دنیا کے کام میں خلل کا اندیشہ ہوتا ہے۔ یہ اندیشے قطعی غلط ہیں۔

● نماز اور ذکر سے دل دنیا سے ضرور اُچاٹ ہو جاتا ہے لیکن دنیا کے کام میں دل بستگی زیادہ ہونی چاہیے' دنیا سے دل اُچاٹ ہوگا' خودغرضی' شہرت' نام اور نمود پر مرنا کم ہو جائے گا اور مخلوق خدا کی بے غرضانہ خدمت کا پاک جذبہ ترقی کرے گا۔

● نماز دل میں اطمینان کی ٹھنڈک پیدا کرتی ہے جس سے جوانی کا جوش فرو ہوتا ہے۔

● ملک' قوم اور شہنشاہ کی بنا پر لوگ اپنے اور لوگوں کے اعمال کا جائزہ لیتے ہیں۔ ہمارے پاس بھی اللہ کی محبت کی کسوٹی ہے۔ ہم دوست اور دشمن کے عمل کو اسی پر پرکھتے ہیں جو غیر اللہ کی محبت کے لیے عمل ہے' وہ کھوٹا ہے۔ جب دل میں کوئی کمزوری آئے تو پھر اُسی سرکار کی طرف لوٹ جائیں اور سجدوں میں پڑ کر اس سے برکت اور توفیق مانگیں۔ اس کی یاد کو دلوں میں زندہ رکھنے اور نیک کاموں کی توفیق چاہنے کا نام نماز ہے' نماز کے بغیر شیطان خدا کی یاد بھلا دیتا ہے اور اپنے آرام کے لیے مخلوق خدا کا امن لُوٹ لینے پر آمادہ کرتا ہے۔

● پاک دامن بیوی ساری دنیا کے سو جانے پر پردیسی پیا کی یاد میں چپکے روتی ہے دن بھر اداسیوں میں انگڑائیاں لیتی ہے مگر بے قراریاں اور آہ و زاریاں بھی دلفریب ہیں۔ محبت تاروں کی خوشی اور پھولوں کی ہنسی ہے۔ محبت کے بغیر زندگی ساز بے آواز ہے لیکن کسی نے سوچا کہ ان پاک جذبات کا پروردگار کون ہے؟ سوچے گا اور جب سوچے گا **سبحانک اللھم وبحمدک** پکار اٹھے گا۔

● عقل علم سے پوچھتی ہے' نام میں برکت کیا چیز ہے جس نے کبھی محبت نہیں کی وہ نہیں جانتا کہ محبوب کے ذکر و فکر میں کیا برکت ہے' اس سرور و سرمستی کو کوئی مسرور محبت ہی جانے۔ ذکر الٰہی میں ایک بابرکت گھڑی ایسی آجاتی ہے جب کھڑے کھڑے دل پر ایمان و یقین روح پرور ہوائیں چلنے لگتی ہیں پل بھر میں معلوم ہوتا ہے کہ زندگانی کا بنجر گلزار پُر بہار ہو گیا۔

● آم کی حلاوت کو کوئی لفظوں میں کیونکر بیان کرے' محبوب کی محبت کے سرور کو ناآشنا سے کوئی کیا کہے کہ ایسا ہوتا ہے۔ کوئی کسی کو کیسے سمجھائے کہ پیاروں کے پیار کے مقابلہ میں بہشت کی رنگینیاں پھیکی ہوتی ہیں۔ یوں سمجھو کہ اچانک کسی بے نیاز کی بارگاہِ ناز سے راز و نیاز کا کوئی جانفزا پیغام آگیا ہو اور کوئی دیدار کی مسرتوں اور ہم نشینی کی لذتوں میں کھویا کھویا ہو' کیا

کیا جائے، روحانی خوشی کی انتہا کامیاب محبت ہی قریبی تخیل ہے۔

● دنیا کی دولت، ملکوں کی سلطنت تو سیدھے راہ کی بلند بُرجیاں ہیں لیکن صراطِ مستقیم اس کی جلوہ گاہ ناز پر جا کر ختم ہو جاتی ہے۔ جہاں اس کا حُسن و جمال، خوبی و کمال فطرت کے دل آویز پردوں میں چھپا نہیں رہتا بلکہ حُسن کی سرکار محبت کا پیغام پہنچاتا ہے اور کبھی محبوب کے رنگین نظارے دل کی دنیا کو اس کے انوار سے جگمگا دیتے ہیں۔ اسی نظارے کی دلفریبیاں یاں تیرے عمل کی آرائش پر منحصر ہیں۔ دل کا آئینہ حُسنِ عمل سے جتنا صاف کیا ہوگا اُسی نسبت سے حُسن کے پروردگار کے نور وسرود میں گوندھی جھلک محو جمال رکھے گی۔

● ہر مذہب کی زبان میں عبادت سے محض محبت کا مفہوم لیا جاتا ہے، اس لیے پریت کے گیت سے عشق کی سرشاریوں میں اضافہ کیا جاتا ہے عباداتِ اسلامی میں محض محبت ہی کی کارفرمائی نہیں ہے بلکہ حکم برداریوں میں پُر جوش مجاہد کی طرح خاک اور خون کی بازی کھیلنے کے لیے ہر آن آمادہ رہنا پڑتا ہے۔

● اسلام میں انعام یافتہ لوگوں کا تصور یہ ہے کہ وہ محبوب کی محبت میں آرام حرام کر لیتے ہیں۔ آدھی رات کو وہ خدا کی حمد و تقدیس بیان کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ محبوب نے اپنے جلال و جمال کو چھپانے کے لیے صنعتوں کے جوز دلفریب پردے روئے رنگین پر ڈالے ہوئے ہیں ان میں سے جمال جہاں آراء کی ہلکی سی جھلک دیکھ اس کی خیر و خوبی کا والہانہ اعتراف کرتے ہیں۔ کبھی اس کے تصور سے جھک جاتے ہیں اور کبھی زمین پر گر جاتے ہیں۔ ساری رات اسی طرح رکوع و سجود میں کاٹ دیتے ہیں۔ صبح ہوتے ہی اس کی خوشنودی کا رزق تلاش کرنے نکلتے ہیں۔ ایک پُر جوش مبلغ کی طرح دنیا کے جھوٹے عشق کی گمراہیوں سے لوگوں کو بچاتے ہیں اور انہیں خدا کی سچی محبت کی راہ پر لگاتے ہیں ان کا دل اور دماغ، ہاتھ اور پاؤں پروردگار کے حکموں کی تعمیل میں لگے رہتے ہیں۔ جب ذرا تھک جاتے ہیں تو نماز کے لیے لوٹ آتے ہیں، تا کہ اس کی محبت کے بہتے چشمے کے پُر بہار کنارے میں ذرا سستا کر اور ہاتھ منہ دھو کر اسی کے نام کے چند میٹھے گیت آیاتِ قرآنی کی صورت میں گا کر تازہ دم ہو لیں۔ پھر منزل سفر پر روانہ ہو جائیں۔

● انعام یافتہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس کی راہ میں اپنی زندگی دشوار کر لی۔ چولہوں کی راکھ سر پر ڈلوائی، پتھر کھائے، زخم اٹھائے، مگر زمانے میں اپاہجوں کی طرح ہاتھ پر ہاتھ دھر کر نہ بیٹھے بلکہ علم و عقل جسم و جان کو اسباب وقوت فراہم کرنے میں لگائے رکھا مبادا حق و باطل سے دب جائے اور یوں حق کی رسوائی ہو، وہ چڑیوں کو باز سے لڑانے، زیردستوں کو زبردستوں سے ٹکرانے کا عزم لے کر اٹھتے ہیں، وہ گرداب بلا میں اپنے بچاؤ کی نہیں سوچتے بلکہ جان کو جہاز سمجھ کر سب کا بوجھ خود اٹھا کر چلتے ہیں اور ساتھ ساتھ دعاؤں سے توفیق چاہتے ہیں کہ کسی طرح قوم کی کشتی سلامتی کے کنارے لگے۔

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

- **کتاب:** شرح شمائل ترمذی جلد دوم **مؤلف:** مولانا عبدالقیوم حقانی

ملنے کا پتا: القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ۔ برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ

حدیث کی خدمت کرنے والے محدثین میں امام ترمذیؒ کا نام صف اوّل کے محدثین میں شمار ہوتا ہے۔ ان کی کتاب شمائل ترمذی میں حضور ﷺ کے خصائل حمیدہ کا تذکرہ مثلاً عبادات میں انہماک، لباس کی وضع قطع، خوشبو کا استعمال، کھانا کھانے کی کیفیت، کھانے میں آپ ﷺ کو کیا پسند تھا، اپنے رب کے حضور گریہ زاری کا طرزِ عمل، گویا حضور ﷺ کی ہر ایک ادا کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس کی عربی اردو میں بڑے علماء نے شروح لکھی ہیں۔

ہمارے محترم مولانا عبدالقیوم حقانی نے بڑی محنت شاقہ سے تمام شروح کو سامنے رکھ کر اکابر علماء دیوبند کے طرز اور مسلک ومزاج کے عین مطابق شمائل ترمذی کی شرح لکھ کر حدیث کے خدام میں اپنا نام رقم کرا لیا ہے۔ یہ کتاب لغوی تحقیق، متعلقہ موضوع پر مضبوط دلائل، روایت حدیث کے مستند تذکرہ کے علاوہ کئی ایک علمی خوبیوں سے مرصع ہے۔

علماء، مدرسین، دورۂ حدیث کے طلباء اور حدیثِ رسول ﷺ سے محبت رکھنے والے پڑھے لکھے حضرات کے لیے یکساں مفید ہے۔ اسوۂ رسول کریم ﷺ کو سمجھنے کے لیے مینارۂ نور ہے۔ (تبصرہ: مولانا محمد مغیرہ)

- **صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام (انٹرویوز مولانا سمیع الحق)** **مرتب:** مولانا عبدالقیوم حقانی

ضخامت: ۵۲۰ صفحات قیمت: ۲۴۰ روپے ناشر: القاسم اکیڈمی خالق آباد۔ نوشہرہ (سرحد)

مولانا سمیع الحق کی ذاتِ گرامی ہر اعتبار سے شہرت کی حامل ہے۔ زیرنظر کتاب مولانا کے انٹرویوز کا مجموعہ ہے۔ جس طرح ان انٹرویوز میں موضوعات کو وسیع تر تناظر میں دیکھا گیا ہے اسی طرح اس کتاب کا نام رکھتے ہوئے وسعت کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔

کتاب کا نام ہے:

''اکیسویں صدی کی پہلی جنگ، معرکۂ صلیب وطالبان، صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام، طالبان افغانستان کے تناظر میں''

سرورق پر ایک وضاحتی نوٹ بھی دیا گیا ہے تا کہ موضوع مزید واضح ہو جائے۔

''جہادِ افغانستان، تحریک طالبان، ملا محمد عمر، اسامہ بن لادن، جہاد اور دہشت گردی، نظام شریعت سے مغرب کا بے جا خوف، دینی مدارس بالخصوص دارالعلوم حقانیہ، اسلام کے بارے مغرب کی لاعلمی اور غلط فہمیاں، امریکی اور مغربی دنیا

کے عزائم اور مسلم اُمہ پر جارحانہ یلغار، سقوطِ بغداد، مسئلہ فلسطین و کشمیر اور پاکستان کی ایٹمی صلاحیت جیسے اہم وحساس وقومی وبین الاقوامی موضوعات کے تناظر میں عالمی اور مغربی میڈیا سے مولانا سمیع الحق مدظلہ کا دوٹوک مکالمہ۔‘‘

اس کتاب کے مرتب مولانا عبدالقیوم حقانی اور ان کے معاون مولانا عرفان الحق حقانی ہیں اور ’’اعتراف و شہادت‘‘ کے عنوان سے (ملک کے معروف نڈر صحافی) جناب عرفان صدیقی نے لکھ کر کتاب میں شمولیت کا ثواب حاصل کیا ہے۔

مرتب اپنے ’’پیش لفظ‘‘ میں مولانا کے بارے لکھتے ہیں:

’’جب بھی اظہارِ حق، اعلاء کلمۃ اللہ اور دعوتِ اسلام کے سلسلے میں انہیں کسی بھی فورم پر بات کرنے کا موقع ملا ‘موصوف نے ڈنکے کی چوٹ پر اظہارِ خیال فرمایا۔‘‘

’’مولانا مدظلہ نے ہمیشہ واضح اور دوٹوک موقف اپنایا اور کفر کے سینے پر ہمیشہ مونگ دَل کر تاریخی کردار ادا کیا۔‘‘

’’اس وقت حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کی عمر تقریباً ساٹھ (۶۰) سال سے زیادہ ہے لیکن ان کی مستعدی وتوانائی کا یہ عالم ہے کہ ان کے شب وروز یوں گزرتے ہیں کہ صبح کو وہ اسلام آباد میں ہیں، دوپہر کو لاہور میں اور شام کو کسی تقریب یا مذہبی جلسے کی صدارت کر رہے ہوتے ہیں۔‘‘

اب ہم مولانا کی گفتگو سے چند اقتباس پیش کرتے ہیں:

بی بی سی اور شکاگو ٹربیون امریکہ سے گفتگو۔۱۹۹۸ء

س: پاکستان بنانے کا بنیادی مقصد کیا تھا؟

ج: پاکستان اس لیے بنایا گیا تھا کہ یہاں ہماری ایک الگ اسلامک اسٹیٹ ہوگی۔ اس کا ایک نظریہ ہوگا۔ نظریات کی بنیاد پر یہ بنا ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح کہتے تھے کہ پاکستان کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا اپنا ایک نظام ہوگا جو اسلامی ہوگا۔ قرآن وسنت پر مبنی ہوگا تو ۵۳ سال گزر گئے ہیں اور ہم مسلسل اس جدوجہد میں ہیں کہ یہاں شریعت لاء آجائے کیونکہ ہمارے کوئی نظام ہے ہی نہیں۔

ڈیلی ٹیلی گراف سے گفتگو:

اسلام ایک ایسی فلاحی اسٹیٹ کا تصور پیش کرتا ہے اگر ان کو موقع دیا گیا تو ساری دنیا اس کی تقلید کرے گی۔ پرسوں یہاں ایک ڈاکٹر وسکالر علامہ محمد اقبال کا بیٹا جاوید اقبال جو سیکولر ذہن کا حامل اور آزاد خیال قسم کا بندہ ہے‘ وہ مختصر دورے پر وہاں (افغانستان) گیا تو واپسی پر یہاں پر مجھے ملنے رکا تو مجھے اور طالبان کو کہا اور مدرسہ میں بھی تقریر میں کہا کہ اس طرح تو پوری دنیا میں ایک مثالی امن قائم ہوسکتا ہے۔

روزنامہ اوصاف۔۱۲رنومبر ۲۰۰۱ء

س: نوابزادہ نصر اللہ خاں کب سے جہادی ہوئے؟

ج: نوابزادہ کا ذہن ابتداء سے جہادی ہے۔ ہمارے دیو بند کے جید علماء کے ساتھ تھے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے خاص چیلے تھے (مولانا غالباً نیاز مند، مرید یا پیروکار کا لفظ استعمال کرنا چاہتے تھے مگر جلد بازی میں ان کے منہ سے یہ لفظ نکل گیا) مجلس احرار میں تھے۔ ہمارے دیو بندی جوجد وجہد آزادی کر رہے تھے‘ ان کے ساتھ تھے۔ بعد میں جمہوریت کی رو میں بہت زیادہ بہہ گئے۔

مولانا سمیع الحق اُن چند علماء میں ایک ہیں جنہیں عالمی میڈیا بہت اہمیت کی نظر سے دیکھتا ہے اور افغان جنگ میں انہیں خاص توجہ حاصل رہی۔ اپنی گفتگو میں مولانا نے اسامہ اور ملا عمر کا بھرپور دفاع کیا ہے۔

عالمی میڈیا کے جو لوگ مولانا سے انٹرویو لینے کے لیے آئے‘ ان کے ۶۲ تعارفی کارڈوں کا عکس ابتدائی صفحات پر شائع کر دیا گیا اور کہیں کہیں انٹرویو کی پیشانی پر بھی کارڈ کا عکس دے دیا گیا۔ اس طرح کتاب کی اہمیت دو چند ہو گئی ہے۔

اس کتاب کو نہایت اعلیٰ انداز میں شائع کیا گیا اور نہایت محبت و عقیدت سے مرتب کیا گیا ہے۔

(تبصرہ: آزاد ملتانی)

● کتاب: پھسلتے قدم مصنف: عبدالرشید ارشد

ضخامت: ۱۶۲ صفحات قیمت: ۷۵ روپے ناشر: النور ٹرسٹ رجسٹرڈ‘ جوہر آباد

’’پھسلتے قدم‘‘ میں وطن عزیز کے ہر شعبے کی پھسلن کا ذکر ہے اور ہر اس کردار کا رونا رویا گیا ہے جو پالیسی ساز کی قطار میں لگ کر اپنے غیر ملکی آقاؤں کی مرضی کے مطابق تمام پاکستان کے ہر ادارے میں گھس بیٹھئے سرکاری یا غیر سرکاری کارندے کی صورت میں‘ ہمارے پیارے وطن کی سماجی، معاشرتی، دینی واخلاقی، تعلیمی اور معاشی اقدار کی جڑوں کو اکھاڑ پھینکنا چاہتے ہیں۔ لادینیت، عریانی، فحاشی‘ شراب نوشی، روشن خیالی کے نام سے‘ میڈیا کے ذریعے قوم کے رگ و ریشے میں اتارا جارہا ہے۔ اپنا پیٹ پالنے والے شکم برہنہ کے ذریعے ٹی وی ریڈیو، اعتدال پسند اسلام کی تشہیر کی جارہی ہے۔

’’پھسلے قدم‘‘ کے مؤلف نے اپنے وطن کے ستاون سالہ انحطاط کو پھسلتے قدموں سے تعبیر کرتے ہوئے قاری کے لیے تقابلی مطالعے کا سامان فراہم کیا ہے۔ زیر نظر کتاب میں سے چند اقتباسات یہاں نقل کئے جارہے ہیں۔

’’افغانستان سے یتیم و بے سہارا بچے مسیحی این جی اوز یورپ لے گئے کہ ’’آزاد ماحول‘‘ میں اعلیٰ تعلیم و تربیت سے ’’آراستہ‘‘ ہوں گے مگر میری آنکھیں انہیں نورانی گود میں نمناک دیکھ رہی ہیں۔ مسلمان بچیاں مسیحی بچوں کو جنم دیں گی جو مسلمان حکمرانوں کے لیے ’’صدقہ جاریہ‘‘ بنیں گے۔‘‘

’’برطانیہ میں ایسے بار، کلب موجود ہیں جن کا نام Macca رکھا گیا ہے۔ یہاں تک کہ مقابلہ حسن کرانے والی ایجنسی کا نام بھی ’’مکہ‘‘ ہے۔ امریکہ میں (Pictorial Quran) بائبل کی طرز پر مصور قرآن طبع ہوا۔ جس میں حضرت آدم اور حوا کو جنت میں برہنہ دکھایا گیا تھا۔‘‘

''نظریہ پاکستان کی بنیاد''اسلام'' کے متعلق اے ایچ منیر اور احمد سلیم کی مرتب کردہ رپورٹ SDPI میں کہا گیا ہے کہ یہ وقتی نعرہ تخلیق پاکستان کی ضرورت تھا۔''

''پرویز مشرف، ظفر اللہ جمالی، زبیدہ جلال کا آغا خانیوں اور امریکی سرمایہ کے ذریعے تیار کردہ اسلام کا جدید ایڈیشن بھی ہوسکتا ہے جس کے لیے یہودی سرمایہ کاری کررہے ہیں......ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف یہودی مقاصد کی تکمیل کے بغیر کسی بھی جگہ سرمایہ کاری نہیں کرتے۔''

''نیب کئی سیاست دانوں اور جرنیلوں کو قوم کے سامنے ننگا کرچکی ہے۔ ہر کسی نے بڑی ڈھٹائی اور بے حیائی سے مک مکا تو کیا ہے۔ اپنے کالے کرتوتوں پر قوم سے معافی نہیں مانگی۔

یہ پھسلتے قدم کہاں رکیں گے۔ رکتے بھی ہیں یا نہیں۔ اللہ ہی جانے مگر مؤلف نے اپنی کتاب میں پاکستان کی ہر قسم کی پھسلن کی نشاندہی کا حق ادا کردیا ہے۔ معیاری پرنٹنگ کے ساتھ رنگین ٹائٹل جاذبِ نظر ہے۔

(تبصرہ: ابوالادیب)

اشتہار تذکارِ بگویہ

ادارہ

اخبارالاحرار

مجلس احراراسلام پاکستان کی سرگرمیاں

مولانا محمد مغیرہ اور سید یونس الحسنی کا دورۂ ضلع گجرات

رپورٹ: حافظ محمد ضیاء اللہ دانش (منتظم مدرسہ محمودیہ معمورہ ناگڑیاں، ضلع گجرات)

گجرات (۲۲/جولائی) مجلس احراراسلام کے زیراہتمام جامع مسجد موضع کالس میں بعد نماز عشاء مدرسہ محمودیہ معمورہ کے مدرس قاری محمد اقبال کی تلاوت سے پروگرام کا آغاز ہوا۔ مدرسہ کے طالب علم حافظ ابوبکر نے حمد باری تعالیٰ اور نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی۔ سید یونس الحسنی اپنے تعارفی بیان میں کہا کہ مسئلہ ختم نبوت کے بارے میں ہر مسلمان کو علم ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر عقیدہ کی عمارت قائم نہیں رہ سکتی۔ مجلس احراراسلام کی لحہ بہ لحہ یہ کوشش رہتی ہے کہ امت مسلمہ کا ہر فرد مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کے جال سے بچا رہے۔ شاہ صاحب نے واضح کیا کہ جب تک ہمارے جسم وروح کا تعلق قائم ہے ہم اسلام اور ملک دشمن قادیانی گروہ کا محاسبہ جاری رکھیں گے۔ خطیب جامع مسجد احرار چناب نگر مولانا محمد مغیرہ نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جو نبی بھی آیا وہ آگے آنے والے نبیوں کی خوشخبری سناتا رہا لیکن جب حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے آتے ہی یہ اعلان فرمایا کہ ’’میں آخری نبی ہوں، مجھ پر نبوت ختم ہے میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا جس طرح ایک محل تعمیر ہو رہا ہو اور اس کی ایک اینٹ باقی ہو جس کے لگ جانے سے وہ محل مکمل ہو جاتا ہے اسی طرح نبوت کا محل میری آمد سے مکمل ہو گیا۔‘‘ مولانا نے کہا کہ مرزا قادیانی کافر اور مرتد ہے آخر میں سوال و جواب کی نشست بھی ہوئی۔ کالس میں لوگوں کی بڑی تعداد موجود تھی۔ جلسے کی انتظامیہ میں بھائی عامر علی، اسرار احمد ، سجاد علی محمد عاصم اور شہزاد احمد شامل تھے جنہوں نے انتہائی محنت کر کے اس اجتماع کو کامیاب بنایا۔

ناگڑیاں ۲۳/جولائی کو مولانا محمد مغیرہ نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے آبائی گاؤں میں خطبہ جمعہ دیا۔ ان سے پہلے سید محمد یونس بخاری کا بیان ہوا۔ انہوں نے کہا کہ مرزا قادیانی انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے۔ انہوں نے یہ بات قادیانی کتابوں کے حوالے سے بتائی اور کہا کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ انگریز کے حکم سے کیا جبکہ سرورکونین ﷺ پر نبوت کا اختتام ہو چکا ہے، اب جو کوئی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب اور کافر ہو گا، اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم اپنی رگوں میں خون کے آخری قطرے تک ایسے دجالوں کا تعاقب کرتے رہیں گے۔

مولانا محمد مغیرہ خطیب مسجد احرار چناب نگر نے اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرتے ہوئے کہا کہ انسان اللہ پاک کی قدرت کاملہ پر غور کرتا ہے اور تسلیم کرتا ہے کہ رب تعالیٰ کا وجود ہے مگر اُسے کوئی چھو نہیں سکتا۔ ہر انسان براہِ راست اللہ تعالیٰ سے اس کے احکامات حاصل نہیں کر سکتا بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے صالح بندوں میں سے کسی کو چن کر نبوت کا مقدس منصب عطا فرماتے ہیں۔ اُن پر اپنی وحی نازفرماتے ہیں اور وہی نبی اور رسول کہلاتے ہیں۔ انہوں واضح کیا کہ کوئی شخص خود بخود نبی نہیں بن جاتا۔ نیز یہ کہ اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کر سکتے' وہ جو بات بھی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبوت انسانیت کی ضرورت ہے اور نبوت کے بغیر انسان سیدھی راہ پر نہیں چل سکتا۔ انبیاء نے ہی انسانوں کو اللہ پاک کے احکامات سکھائے۔ اللہ پاک نے اپنا پیغام پہنچانے کے لیے جبرائیل علیہ السلام کو منتخب کیا حتیٰ کہ یہ سلسلہ بھی سرور کائنات ﷺ پر ختم ہوگیا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی اپنی تبلیغ مختلف طریقوں سے کر رہے ہیں۔ مسلمان ان کی تبلیغ کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ مولانا محمد مغیرہ کا خطاب سننے کے لیے علاقہ بھر سے کثیر تعداد میں لوگ آئے اور جامع مسجد المعمور نا گڑیاں میں نمازِ جمعہ ادا کی اس کامیاب اجتماع کا اہتمام مجلس احرار اسلام کے کارکنوں مولانا محمد آصف، قاری مولانا محمد عابد، قاری محمد اقبال اور مدرسہ محمودیہ معمورہ کے طلبہ نے کیا تھا۔

(ساکہ) ۲۴ / جولائی کو سید یونس الحسنی اور مولانا محمد مغیرہ' جامعہ فاروقیہ موضع ساکہ کے مہتمم مولانا محمد الیاس کی دعوت پر وہاں تشریف لے گئے، جہاں جامعہ فاروقیہ کی طالبات اور مقامی خواتین کے اجتماع سے خطاب کیا۔ سید یونس الحسنی نے عقیدۂ ختم نبوت کے متعلق ضروری گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ حضور اقدس ﷺ کی احادیث میں وارد ہوا ہے کہ قیامت سے پہلے بہت سے فتنے ظاہر ہوں گے' جن میں نبوت کے کئی جھوٹے دعویدار پیدا ہوں گے۔ اس کے مطابق اس دور کا سب سے بڑا فتنہ مرزا قادیانی کا دعوائے نبوت ہے انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت امام مہدی کی آمد کے بارے میں بھی طالبات کو حضور اکرم ﷺ کی احادیث سنائیں۔ شاہ صاحب نے کہا قادیانی مبلغین مسلمانوں کو مرزا کذاب کی تعلیمات سے کبھی متاثر نہیں کر سکیں گے کیونکہ ان کی کوئی ٹھوس بنیاد ہی نہیں۔ مرزا قادیانی انسانوں میں اس لیے سب سے زیادہ مکار اور قابلِ نفرت شخص تھا کہ اس نے فرنگیوں سے ملی بھگت کر کے سرور کائنات ﷺ کے منصب ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کی گھٹیا کوشش کی مولانا محمد مغیرہ نے اپنے بیان میں مسلمان عورت کی صفات بیان کیں۔ انہوں نے فرمایا کہ اسلام سے پہلے بچیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا جب اسلام کا سورج طلوع ہوا تو عورت کو اسلام نے ایک عظیم مقام بخشا اور اس کی اہمیت دلوں میں اتاری کہ جاہل لوگ جو اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے وہ خود دوسروں کی بیٹیوں کی پرورش بھی کرنے لگے۔ آقائے نامدار ﷺ کا فرمان ہے ''جو شخص دو بچیوں کی پرورش کرے گا وہ جنت میں جائے گا'' پھر فرمایا کہ ''جنت عورت (یعنی ماں) کے قدموں کے نیچے ہے'' انہوں نے کہا کہ آج کے دور میں عورت کو صحیح العقیدہ ہونا چاہیے۔ اگر ایک عورت دین اسلام پر چلنا شروع کرے گی تو اس کو دیکھ کر اس کی اولاد بھی اپنے آپ کو دین کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے گی۔ مولانا نے کہا اسلام کو پھیلانے

میں عورت، مرد سے بھی زیادہ مؤثر کردار ادا کرسکتی ہے۔ مولانا نے مدرسہ کی طالبات کو نصیحت کی کہ وہ جو علم حاصل کریں گی اس کو دوسرے لوگوں تک ضرور پہنچائیں گی۔ علم حاصل کرنے کے لیے عمر کی قید نہیں۔ عورتوں کو علم حاصل کرنا چاہیے تاکہ وہ اپنے مخصوص مسائل سے پوری طرح آگاہ ہوسکیں۔ حضور پرنور ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے ''ماں کی گود سے قبر کی آغوش تک علم حاصل کرو۔''

چناب نگر میں پولیس چوکی پرانی جگہ پر بحال اور مسجد کا تحفظ کیا جائے

مختلف دینی جماعتوں کا مطالبہ

لاہور (۳۱؍جولائی) مختلف دینی جماعتوں کے سرکردہ رہنماؤں نے چناب نگر میں پولیس چوکی اور مسجد کے تحفظ کے سلسلہ میں صوبائی حکومت کی عدم دلچسپی پر افسوس کا اظہار کیا ہے اور وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الٰہی سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ذاتی توجہ کے ساتھ اس مسئلہ کو حل کرائیں ورنہ صورتحال سنگین ہوجائے گی اور حالات کو قابو میں رکھنا مشکل ہوجائے گا۔ گزشتہ روز اس سلسلے میں ایک مشترکہ اجلاس مجلس احرار اسلام کی دعوت پر مرکزی دفتر نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل حضرات نے شرکت کی۔ مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، میاں محمد اویس، ملک محمد یوسف اور قاری محمد یوسف احرار، جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا محبّ النبی اور جمال عبدالناصر، حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ کے فرزند صاحبزادہ رشید احمد، انٹرنیشنل ختم نبوت مومنٹ کے رہنما مولانا محمد الیاس چنیوٹی، مولانا عبدالوارث اور مولانا محمد رفیق، پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری اطلاعات قاری جمیل الرحمٰن اختر، تنظیم اسلامی کے میاں نوید احمد حنفی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، جماعت اہلحدیث کے محمد عمران ناصر اور محمد جابر حسین، مسجد احرار چناب نگر کے خطیب مولانا محمد مغیرہ، ہیومن رائٹس فاؤنڈیشن پاکستان کے سیکرٹری جنرل سیف اللہ خالد، مرکزی جمعیت اہلحدیث کے عبدالرحمٰن زاہد، ورلڈ پاسبان ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ محمد ممتاز اعوان، حافظ غلام حسین کلیار اور ملک کاشف علی، جامع مسجد ختم نبوت کے خطیب مولانا الطاف الرحمٰن گوندل، جامعہ ملیہ چنیوٹ کے مدیر مولانا خلیل احمد اور مرکز سراجیہ لاہور کے جاوید اختر منج۔

اجلاس میں بتایا گیا کہ چناب نگر کی پولیس چوکی میں یہ مسجد گزشتہ نصف صدی سے قائم ہے اور مسلمان اس میں نماز ادا کرتے رہے ہیں مگر اب پولیس چوکی کی جگہ تبدیل کرنے کے نام پر مسجدوں کو قادیانیوں کے حوالے کیا جارہا ہے، جس کے خلاف پورے علاقے کے مسلمان سراپا احتجاج بن گئے ہیں۔ چنیوٹ اور چناب نگر کے تمام مکاتب فکر نے واضح اعلان کیا کہ مسجد کے تحفظ کے لیے ملک گیر سطح پر تحریک منظم کی جائے گی اور کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے سربراہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد کی برطانیہ سے واپسی پر دینی جماعتوں کا اجلاس طلب کیا جائے گا۔ جو ۵؍اگست کو واپس آرہے

ہیں۔تاہم چناب نگراور چنیوٹ کے دینی رہنماؤں کی جدوجہد سے بھرپور تعاون کیا جائے گا اور اس سلسلے میں مشترکہ لائحہ عمل طے کرنے کے لیے ۴؍اگست بدھ کو ۲ بجے دن جامعہ قاسمیہ فیصل آباد میں دینی جماعتوں کا علاقائی سطح پر مشترکہ کنونشن طلب کیا جارہا ہے جس میں مسجد کے تحفظ کی اس جدوجہد کو آگے بڑھانے کے لیے اہم فیصلے کیے جائیں گے۔قرارداد میں چناب نگر اور چنیوٹ کے دینی حلقوں کے اس مطالبہ کی مکمل حمایت کی گئی کہ پولیس چوکی کی تبدیلی کا فیصلہ واپس لیا جائے اور مسجد کو مسلمانوں کے حوالہ کیا جائے۔قراردادا میں صوبائی وزیراعلیٰ چودھری پرویز الٰہی سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ ذاتی دلچسپی لیں اور حالات کو مزید خراب ہونے سے بچانے کے لیے مسجد کے تحفظ اور چوکی کی بحالی کا فوری طور پر اعلان کریں۔

اجلاس میں ملک بھر کے علماء کرام اور خطباء سے اپیل کی گئی کہ وہ ۶؍اگست کو جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں اس سلسلہ میں پرزور احتجاج کریں۔اجلاس میں ایک قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ چناب نگر کی پولیس چوکی کی مسجد کی بےحرمتی اور اس کا راستہ بند کرنے والے افراد کے خلاف توہین مسجد کے الزام میں مقدمہ درج کیا جائے اور فوری کارروائی کی جائے۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس

مجلس احراراسلام پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس دفتر احرار لاہور میں ۸؍اگست ۲۰۰۴ء کو منعقد ہوا۔اجلاس کی صدارت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے کی۔ارکانِ عاملہ میں جناب چودھری ثناء اللہ بھٹہ، پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، حاجی غلام رسول نیازی، مولانا فقیر اللہ رحمانی، مرزا عبدالقیوم بیگ، میاں محمد اویس اور چودھری ظفر اقبال نے شرکت کی۔جبکہ قاری محمد یوسف احرار اور شیخ عبادالحق بطور مبصر شریک ہوئے۔اجلاس میں طویل غور وخوض کے بعد درج ذیل اہم فیصلے کیے گئے۔

(۱) شعبان ۱۴۲۵ھ مطابق ستمبر ۲۰۰۴ء سے رکنیت سازی مہم شروع کی جائے گی۔جو ذوالقعدہ ۱۴۲۵ھ مطابق دسمبر ۲۰۰۴ء تک جاری رہے گی۔

(۲) مرکزی انتخابات دستور کے مطابق محرم ۱۴۲۶ھ میں ہوں گے۔

(۳) ماتحت شاخوں میں رکنیت سازی مقامی اور ضلعی رہنما مکمل کریں گے۔جبکہ ضلعی ومقامی انتخابات مرکزی رہنما اپنی نگرانی میں کرائیں گے۔

(۴) ماتحت شاخیں فارم رکنیت مرکزی دفتر لاہور سے حسبِ ضرورت طلب کریں۔

(۵) دستور کے مطابق جماعت میں شامل ہونے والے نئے ساتھیوں کے معاونت فارم پر کیے جائیں گے اور تین سال بعد اُن کی کارکردگی کو دیکھتے ہوئے انہیں رکن بنایا جائے گا۔قدیم کارکنوں کی رکنیت کی تجدید ہوگی اور ان کے فارم رکنیت ہی پُر کیے جائیں گے۔

(۶) معاون یا رکن بننے والے سے مبلغ-/10 روپے فیس وصول کی جائے گی۔

(۷) ماتحت شاخوں کے انتخابات کی نگرانی کے لیے مرکزی رہنماؤں کی فہرست مرتب کی گی ہے جومرکز کی طرف سے متعینہ علاقوں میں خود جا کر انتخابی عمل مکمل کرائیں گے۔نیز مرکزی سالانہ فنڈ بھی وصول کریں گے۔

(۸) شبانِ احراراسلام کا سالانہ اجتماع ۲۴،۲۵،۲۶ رستمبر ۲۰۰۴ء بروز جمعہ، ہفتہ،اتوار دارِ بنی ہاشم ملتان میں منعقد ہوگا۔شبانِ احراراسلام کے مرکزی انتخابات بھی اسی موقع پر ہوں گے۔شبانِ احراراسلام کی رکنیت سازی کے لیے فارم رکنیت جلدارسال کردیئے جائیں گےاوراس سلسلہ میں تفصیلی ہدایات بھی سرکلر کے ذریعے ہمراہ بھیجی جائیں گی۔

(۹) ۷رستمبر کودفتر احرارلاہور میں سالانہ ''تحفظ ختم نبوت کانفرنس'' بعدنمازعشاءمنعقد ہوگی۔

(۱۰) شرکاءاجلاس نے ملک میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی ارتدادی سرگرمیوں پرتشویش کااظہار کیااورحکومت سے مطالبہ کیا کہ مفادِعامہ کے تحت چناب نگر کی پولیس چوکی واپس پرانی جگہ پر بحال کی جائے اورمقامی مسلمانوں کوتحفظ فراہم کیا جائے۔نیز چوکی سے ملحقہ مسجدکوبھی قادیانیوں سے واگزار کرایا جائے۔

☆......☆......☆

کراچی (۱۳راگست) مجلس احراراسلام کراچی کے امیر شفیع الرحمٰن احرار،مولانا احتشام الحق احرار،مولانا عبدالغفور مظفر گڑھی، مفتی عتیق الرحمٰن اورمفتی فضل اللہ الحمادی نے کہا ہے کہ جامعۃ الرشید کے چند دن بعد ہی جامعہ بنوریہ(ریسٹورنٹ) پر بموں سے حملہ اورفیصل آباد میں متحدہ مجلس عمل کے رہنما قاری نورمحمد کی پولیس حراست میں شہادت وزیرداخلہ کی نااہلی اور پولیس گردی کی انتہا ہے۔یہ امریکہ کے اتحادی حکمرانوں کی نااہلی کانتیجہ ہے کہ بےگناہ اورمعصوم شہری دہشت گردی کا شکار ہورہے ہیں اورمجرموں کوگرفتار کرنے کے لیے حکمرانوں کے پاس وقت نہیں۔مساجداورمدارس کوویران کرنے کے صلیبی اور یہودی شرپسندوں کے منصوبہ کوتوحیدوختم نبوت اوراسوۂ صحابہ کے علمبردارنا کام بنادیں گے۔

☆......☆......☆

کراچی (۲۰راگست) مجلس احراراسلام کراچی کے زیراہتمام چناب نگر میں پولیس چوکی اورمسجد کے مسئلہ پر یوم احتجاج منایا گیا۔اس موقع پرعلماء کرام اورمجلس احراراسلام کے رہنماؤں مفتی عتیق الرحمٰن،ابوعثمان احرار،احتشام الحق احرار،مولانا عبدالکریم،مولانا عبدالقیوم نعمانی،مولانا ابوبکر ملتانی،مولانا اکرام اللہ،مولانا عبداللہ اورمولانا محمد یوسف نے اجتماعاتِ جمعہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ۱۹۷۴ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کےنتیجہ میں چناب نگرکوکھلا شہرقراردیا گیا تھا' مگر موجودہ حکومت کی امریکہ نوازی کے نتیجے میں انتظامیہ قادیانیوں کے سامنے بےبس ہے۔امتناع قادیانیت آرڈی نینس کی کھلے عام دھجیاں اڑائی جارہی ہیں۔مسجد پرناجائز قبضہ اورپولیس چوکی کی جگہ کی تبدیلی حکومت میں قادیانی اثرورسوخ کا شاخسانہ ہے۔احراررہنماؤں نے وزیراعلیٰ پنجاب اورانتظامیہ کی عدم دلچسپی کوقادیانیت نوازی کانتیجہ قراردیا۔

ہم تحفظ ختم نبوت کی شمع کو روشن رکھیں گے

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ میں سید محمد کفیل بخاری کا خطاب

گوجرانوالہ (۲۱ راگست) مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی جو شمع روشن کی تھی' اسے بجھنے نہیں دیں گے۔ وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے زیر اہتمام منعقدہ تقریب ''بیادامیر شریعت'' سے خطاب کررہے تھے۔ یہ تقریب دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بخاری ہال میں جناب حافظ محمد ثاقب صاحب کی صدارت میں منعقد ہوئی اور جناب احسان الواحد اس کے منتظم تھے۔

سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ امیر شریعت کو محض ایک خطیب کے طور پر پیش کرنا ان کی شخصیت سے ناانصافی ہے۔ امیر شریعت ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ وہ ایک مجاہد،صوفی ،ولیٔ کامل، متبحر عالم دین اور مخلص سیاست دان تھے۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ ،حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اور علامہ محمد انور شاہ کاشمیریؒ جیسے نابغہ عصر شخصیتوں نے امیر شریعتؒ کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی کی۔ امیر شریعت نے مجلس احرار اسلام کے سٹیج سے درجنوں تحریکوں کو پروان چڑھایا اور انگریز سامراج کے اقتدار کے خاتمے کے لیے وہ ہر تحریک کی صفِ اوّل میں شامل رہے۔ انہوں نے دس برس قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور جہادِ آزادی کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ تحریک تحفظ ختم نبوت امیر شریعت کی سدابہار تحریک ہے' جو کبھی زوال آشنا نہیں ہوگی۔ تقریب سے متحدہ مجلس عمل کے ایم این اے شیخ الحدیث مولانا قاضی حمید اللہ جان اور دیگر نے بھی خطاب کیا جبکہ پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی نے دعا کرائی۔

وفاقی حکومت' سرحد کی تقلید کرتے ہوئے نظام صلوٰۃ نافذ کرے

سید عطاء المہیمن بخاری کی روزنامہ ''اسلام'' سے گفتگو

چوک ظاہر پیر (۲۳ راگست) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے مولانا فقیر اللہ رحمانی حافظ شفیق الرحمٰن اور محمد انور کے ہمراہ روزنامہ ''اسلام'' سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ سرحد حکومت کا اپنے صوبہ میں نظام صلوٰۃ کا نفاذ ایک اچھا اقدام ہے۔ اس سے ملک پر دوررس اثرات پڑیں گے۔ اس کے علاوہ صوبہ سرحد میں بلاسود کاروبار اور خیبر بینک میں سود کے بغیر اسلامی بینکنگ کو متعارف کرانا اور کاروبار کو اسلامی طریقہ کے مطابق کرنا' پاکستان کے بینکنگ نظام میں ایک روشن مثال بن سکتی ہے۔ جس طرح حکومت سرحد نے نظام صلوٰۃ کو نافذ کیا' اس طرح تمام برائیوں کے خاتمے کے لیے بھی عملی اقدام کریں تا کہ صوبہ سرحد تمام معاشرتی برائیوں سے پاک ہوسکے۔ اس کے لیے فوری طور پر اسمبلی میں بل پیش کر کے جرائم کے خاتمے کا قانون منظور کرا کر نافذ کریں تا کہ صوبہ سرحد ایک پرامن ، جرائم سے پاک اسلامی فلاحی صوبہ بن جائے۔ وفاقی حکومت کو چاہیے کہ صوبہ سرحد کی تقلید کرتے ہوئے پورے ملک میں نظام صلوٰۃ کو نافذ کریں تا کہ پاکستان میں

تمام لوگ نماز ادا کریں۔ ملک پر اللہ کی رحمت ہو اور جو پاکستان پر خطرات منڈلا رہے ہیں اس سے ملک محفوظ ہو سکے۔

مرزائیت کی تبلیغ پر قادیانیوں کو گرفتار کیا جائے

ملتان (۲۵ راگست) مجلس احرار اسلام ملتان کے رہنماؤں شیخ نذیر احمد اور شیخ حسین اختر لدھیانوی نے مطالبہ کیا ہے کہ تھانہ ممتاز آباد کے علاقہ میں مقیم سجاد احمد اور اس کے بھائی محمد اکبر نامی دونوں مرزائیوں کے خلاف مرزائیت کی تبلیغ کے جرم میں مقدمہ کر کے فوری گرفتار کیا جائے۔ انہوں نے بتایا کہ محلّہ پیر بخاری میں مذکورہ دونوں مرزائیوں نے کھلے عام مرزائیت کی تبلیغ شروع کر رکھی ہے جس سے علاقے کے مسلمانوں میں شدید اشتعال پھیل رہا ہے۔ ایک طویل عرصہ سے دونوں مرزائی اپنے آپ کو مسلمان باور کراتے ہوئے سادہ لوح مسلمانوں میں مرزائیت کا لٹریچر تقسیم کر رہے ہیں۔ اہل محلّہ نے قانونی کارروائی کرتے ہوئے گزشتہ سال ۲۰۰۳ء میں ایک درخواست بسلسلہ جرم ۲۹۸۔سی سید نجیب احمد بنام سجاد احمد مرزائی مقامی عدالت میں دائر کی مگر ایک سال گزرنے کے باوجود آج تک مقدمہ درج نہیں ہوا جبکہ مذکورہ قادیانی کھلے عام دندناتے پھرتے ہیں۔ جامعہ صدیقیہ پیر بخاری کالونی کے مہتمم مولانا عبدالغفور اور سید نجیب احمد نے مسلسل کئی مراسلوں کے ذریعے گورنر پنجاب، ڈی سی او اور ڈی پی او ملتان کو ملزمان کی گرفتاری کی اپیل کی مگر انتظامیہ تاحال مقدمہ درج کرنے سے گریزاں ہے۔ احرار رہنماؤں نے مقامی انتظامیہ سے مطالبہ کیا کہ مذکورہ مرزائیوں کے خلاف فوری طور پر مقدمہ درج کر کے انہیں گرفتار کر کے قانون کے مطابق کارروائی کی جائے۔

مسافرانِ آخرت

☆ حضرت مولانا عبدالرشید رحمہ اللہ (مہتمم جامعہ رشیدیہ ساہیوال)

☆ ممتاز صحافی جناب حافظ شفیق الرحمٰن کے والد محترم عزیز الرحمٰن مرحوم (لاہور)

☆ ہمارے دیرینہ کرم فرما جناب منیر احمد (لاہور) کی اہلیہ مرحومہ (۱۰ راگست ۲۰۰۴ء)۔ ان کی نماز جنازہ حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے مسجد شہداء لاہور میں پڑھائی۔

☆ مولانا عبدالستار جھنگوی (سابق استاذ الحدیث، مدرسہ معمورہ، دار بنی ہاشم ملتان) کی والدہ مرحومہ۔ ۱۴ راگست ۲۰۰۴ء

☆ چچازاد بہن محمد یٰسین شاد (ملتان۔ ۳۱ رجولائی ۲۰۰۴ء) ☆ ہمشیر مرحومہ حاجی محمد ثقلین کھیڑا (ملتان)

احباب وقارئین سے ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

دعائے صحت

☆ حافظ محمد کفایت اللہ (حاصل پور) ☆ شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی (ملتان) ☆ محمود الحسن ساجد (میراں پور میلسی)

احباب وقارئین سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

ادارہ

اخبارالاحرار

مجلس احرار ہند کی سرگرمیاں

مجلس احرار اسلام کی جانب سے عنقریب فاصلاتی ختم نبوت کورس کا آغاز کیا جائے گا: امیر احرار ہند

لدھیانہ (الاحرار) مجلس احرار ہند کے امیر مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی ثانی نے ایک پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ فرزندانِ اسلام کو اسلام مخالف ارتدادی تحریکوں سے مکمل طور پر آگاہی کرنے کے مدنظر مجلس احرار کی جانب سے عنقریب فاصلاتی ختم نبوت کورس کا آغاز کیا جائے گا۔ امیر احرار نے بتایا کہ ختم نبوت کورس ہر عمر کے افراد آرام سے گھر بیٹھے کر سکیں گے۔ اس کورس میں نہایت ہی مختصر، جامع اور آسان الفاظ میں یہ بات مکمل طور پر ذہن نشین کرادی جائے گی کہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر قادیانی اور دیگر مرتدین نہ صرف اسلام سے خارج ہیں بلکہ انسانیت کے بھی دشمن ہیں۔ امیر احرار نے کہا کہ اس کورس کی صرف ایک ہی کتاب ہوگی جس میں ختم نبوت کے متعلق مختلف ابواب ہوں گے۔ عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت، اس کے تحفظ کے متعلق تفصیل ہوگی۔ اس کورس کے تمام ابواب کے ساتھ سوالات ہوں گے، جنہیں پڑھنے والا جب حل کر کے دفتر احرار ارسال کرے گا تو اس کی چیکنگ ہوگی جس کے بعد کامیاب ہونے والے افراد کو ''ختم نبوت کورس'' کی سند دی جائے گی۔ انہوں نے بتایا کہ ابتداء میں یہ کورس صرف اردو میں شروع کیا جارہا ہے لیکن چند ماہ کے بعد ان شاء اللہ ہندی، انگریزی اور پھر پنجابی میں بھی شروع کیا جائے گا۔ امیر احرار نے کہا کہ ہمارا مقصد تاج ختم نبوت کی حفاظت کرنا ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ قادیانیوں کی شرانگیزیوں سے عوام کو آگاہ کیا جائے۔

مجلس احرار مظلوم کی آواز اور ظالم کا جواب ہے: شہاب اختر احرار

دھنباد (الاحرار) مجلس احرار ہند صوبہ جھارکھنڈ کے امیر شہاب اختر نے دفتر احرار میں کارکنان احرار کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مجلس احرار مظلوم کی آواز اور ظالم کا جواب ہے۔ اکابر احرار نے ملک کی آزادی کے لیے جو قربانیاں دی ہیں، ان کو فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے اپیل کی کہ احرار میں شامل ہوکر دین و ملک کی خدمت کریں۔ انہوں نے کہا کہ مظلوم خواہ کسی مسلک یا قوم کا ہو احرار اس کی مدد کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار ہیں کیونکہ مظلوم کی مدد کرنا اسلام کا حکم ہے۔ احرار کی سیاست شریعت کے دائرے میں ہے اور احرار کی اسی خوبی سے متاثر ہوکر امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ نے فرمایا تھا کہ ''بے غرض رہنمائی اور جرأت مندانہ اقدام احرار کا خاصہ اور مزاج ہے۔'' شہاب اختر نے کہا کہ ملک کی

موجودہ سیاسی صورت حال انتہائی نازک اور خطرناک مقام پر ہے۔ جرائم پیشہ لوگ اس پر حاوی ہوتے جارہے ہیں۔ اسی لیے ضرورت ہے کہ مخلص اور ایماندار نوجوان افراد کو آگے لایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ مجلس احرار ہند اگرچہ ایک سیاسی جماعت ہے لیکن اس کا شعبہ تبلیغ تحریک تحفظ ختم نبوت خالص دینی تحریک ہے۔ احرار کی سیاست اسلامی سیاست ہے ۔اسلام ہی واحد مذہب ہے، جس کے اصولوں پر چل کر امن و آشتی اور بھائی چارے کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ ختم نبوت کی حفاظت مجلس احرار کا مقصدِ اوّل ہے اور یہ تحریک مسلسل جاری رکھی جائے گی۔

مجلس احرار ممبئی کا اجلاس

ممبئی (الاحرار) دفتر احرار میں ایک اہم اجلاس مجلس احرار ممبئی کے سیکرٹری جنرل مولانا بلال قاسمی کی صدارت میں ہوا۔ جس میں علاقہ کے اہم حضرات نے شرکت فرمائی۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے مولانا بلال قاسمی نے تیزی کے ساتھ بڑھتے ہوئے پیٹرولیم کی قیمتوں میں اضافے پر تشویش کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نے صرف ایک ماہ میں دو مرتبہ تیل کی قیمتوں میں اضافہ کر کے عام آدمی پر ناقابل برداشت بوجھ ڈال دیا ہے۔ مولانا قاسمی نے کہا کہ ملک میں سرمایہ دار حاوی ہیں ۔حکومت کی پالیسیوں سے غریب، غریب تر اور امیر، امیر تر ہوتے جارہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سیاست دان آپس میں لڑ کر عوام کو بیوقوف بنارہے ہیں۔ لوگوں کو سیاسی بیانوں کی نہیں دو وقت کی روٹی اور ذرائع آمدنی کی ضرورت ہے، جسے مکمل طور پر آج تک کوئی حکومت پورا نہیں کرسکی ہے۔

تحریک تحفظ ختم نبوت وقت کا اہم تقاضا ہے: مولانا محمد سلیم

پٹھان کوٹ (الاحرار) تحریک تحفظ ختم نبوت وقت کا اہم تقاضا ہے۔ ضرورت ہے کہ فرزندانِ اسلام اس تحریک میں مزید سرگرمی سے حصہ لیں ۔ان خیالات کا اظہار یہاں جمعہ سے قبل خطاب کرتے ہوئے مجلس احرار اسلام ہماچل پردیش کے صدر جناب مولانا محمد سلیم نے کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ خاتم النبین حضرت محمد ﷺ کے تاج ختم نبوت کی حفاظت کرے، اس سے غفلت کرنے والے روزِ قیامت اپنے رب کے حضور جواب دہ ہوں گے۔ مولانا نے کہا کہ احرار اپنی استطاعت کے مطابق دشمنانِ ختم نبوت قادیانیوں کے ساتھ نبرد آزما ہیں اور رہیں گے ۔انہو ں نے کہا کہ منکرین ختم نبوت قادیانی اگر کہیں وقتی کامیابی حاصل کرتے ہیں تو اس کی وجہ مسلمانوں کا مسلکی انتشار ہے، جس سے قادیانی فائدہ اٹھاتے ہیں ۔مولانا نے کہا کہ ہر مسلک کے افراد بالخصوص علماء کرام کو متحدہ ہو کر قادیانیوں کو بے نقاب کرنا ہوگا۔ مولانا محمد سلیم نے کہا کہ احرار کا پیغام ہے کہ مسلکوں سے ماورا ہو کر ختم نبوت کی حفاظت کے لیے آگے آئیں اور الحمدللہ تقریباً تمام مسلکوں کے افراد احرار میں شامل ہیں۔

ساغراقبالی

آخری صفحہ

● ہمارے جیسے پرانے لوگ آج کے جلسوں کی تصویریں بالخصوص ٹی وی رپورٹیں دیکھ کر حیران بلکہ پریشان ہوتے رہتے ہیں۔ جب ہم کسی عوامی جلسے میں شامیانوں اور قناتوں سے گھرے ہوئے ہجوم کو کرسیوں پر براجمان دیکھتے ہیں تو ہمیں یہ پبلک جلسے کی بجائے شادی بیاہ کی تقریب کا حصہ معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہم نے جو جلسے اوائل عمر میں دیکھے اور جن سے ہماری سیاسی تربیت ہوئی 'ان میں تو عوام اپنے رہنماؤں کی تقریریں سننے کے لیے جوق در جوق خود ہی آتے تھے اور زمین پر بیٹھتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ چند ہزار لوگوں کے لیے دریاں بچھادی جاتی تھیں مگر شرکاء کی اکثریت زمین پر ہی براجمان ہوتی تھی۔ لاہور کے موچی دروازے اور دہلی دروازے پر ہونے والے ایسے ہی جلسے میں شریک ہوئے اور اس سے خطاب کرنے کے لیے مولانا ظفر علی خان مرحوم ایک دفعہ جب دہلی دروازے کی جلسہ گاہ میں پہنچے تو ان کے قدر دانوں نے ان کی موٹر سمیت انہیں کندھوں پر بٹھا کر سٹیج پر پہنچایا پھر چند ماہ بعد وہ ایسے ہی ایک جلسے میں تقریر کرنے آئے تو ناراض ہجوم نے ان پر پتھروں کی بارش کر دی کیونکہ لوگ (غالباً مسجد شہید گنج کے بارے میں) ان کی پالیسی کی وجہ سے ناراض ہو گئے تھے۔ ہم نے ایک بہت بڑا جلسہ تتر بتر ہوتے بھی دیکھا کیونکہ مخالف جماعت نے سپیروں کی مدد سے تین چار سانپ جلسہ گاہ میں چھوڑ دیئے تھے۔ لدھیانہ کے محلّہ چھاؤنی کے جلسہ میں ہمیں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ایک تقریر یاد آتی ہے۔ جب نومبر کی یخ بستہ سرد ہواؤں سے پریشان ہو کر رات دو بجے کے قریب جلسہ گاہ کے ایک کونے سے دو تین سو شرکاء اٹھ کر چلے گئے تو بخاری صاحب نے اپنی تقریر وہیں چھوڑ کر ہیر وارث شاہ کا ایک ٹپہ اپنی خوبصورت آواز میں گایا اور یہ سبھی جانے والے واپس آ کر بیٹھ گئے۔ پھر جو مولانا نے ان کی خبر لی اور ایمان اور قرآن کی باتوں کو سننے کی بجائے ہیر سننے کے شوق پر ان کا جو حال کیا' اس کے بعد صبح تک کسی کو جلسہ گاہ چھوڑنے کی جرأت نہ ہوئی۔

(حمید اختر۔ کالم ''پرسش احوال'' سے اقتباس۔ روزنامہ ''ایکسپریس'' ملتان۔ ۱۷ اگست ۲۰۰۴ء)

● صاحبزادہ سید فیض الحسن مرحوم (آلو مہار سیالکوٹ) مجلس احرار اسلام کے صفِ اوّل کے رہنماؤں میں سے تھے۔ بریلوی مسلک سے تعلق تھا۔ غضب کے خطیب تھے۔ بہت تیز بولتے اور مترادفات کا مینہ برساتے۔ جوانی مجلس احرار اسلام میں گزار کر' قیام پاکستان کے بعد انہیں اپنی ''غلطی'' کا احساس ہوا۔ پھر بریلوی حضرات کی ''جمعیت علماء پاکستان'' میں چلے گئے۔ کسی نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے پوچھا:

''شاہ جی! صاحبزادہ صاحب آپ کو کیوں چھوڑ گئے؟''

شاہ جی نے لطیف استعارے میں فرمایا: ''بھائی! وہ نوری، ہم خاکی! نوری پیچھے رہ گئے خاکی آگے نکل گئے۔''

پھر شب معراج پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

''حضرت جبریل علیہ السلام تو سدرۃ المنتہیٰ پر رُک گئے کہ آگے اُن کے پر جلتے تھے۔ ہوتا میں' تو جل کر راکھ ہو جاتا مگر محبوب ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑتا۔''

(حواشی۔ ''مکاتیب امیر شریعت'' سے اقتباس)

Adarts-HRA-4/2003

Monthly" Naqeeb-e-Khatm-e-Nabuwwat"Multan. Regd. M#32
ISSN:1811-5411

دوسری سالانہ سہ روزہ

شبانِ احرارِ اسلام کانفرنس

مرکزِ احرار دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

24-25-26 ستمبر 2004ء جمعہ، ہفتہ، اتوار

زیر سرپرستی

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

دن و تاریخ	موضوعات	مقررین	وقت
24 ستمبر جمعۃ المبارک	1 آمد قوافل شبانِ احرار اسلام، رپورٹ حاضری		11:00
	2 کھانا		12:00
	3 ادائیگی نماز جمعہ بمقام جامع مسجد ختم نبوت ملتان		2:00
	4 افتتاحی خطاب: درس قرآن و نمازِ عصر	قاری محمد یوسف احرار	3:45
	5 تعارفی تقریب کارکنان شبانِ احرار اسلام		بعد از عصر
	6 تقریب حلف برداری و تنظیم سازی		بعد از مغرب
	7 مذاکرہ مہمانان: ڈاکٹر شاہد کاشمیری، سید یونس الحسنی	میزبان: فرحان الحق، علی مردان، نعمان سنجرانی	بعد از عشاء
25 ستمبر ہفتہ	1 ردّ قادیانیت پر میرے تجربات بعد ازاں سوالات	مولانا محمد مغیرہ	6:45
	2 مقابلہ حسن قرأت		8:15
	3 موجودہ حالات کی تباہ کاریوں میں عالمی طاقتوں کا کردار	سید محمد معاویہ بخاری	10:15
	4 مقابلہ حمد و نعت		11:15
	5 مقابلہ مضمون نویسی		2:30
	6 شبانِ احرار اسلام کیسے کام کرے؟	سید محمد کفیل بخاری	4:45
	7 مقابلہ تقاریر و نمازِ عشاء		6:00
	8 تقاریر (عربی، انگریزی، اردو)		بعد نماز عشاء
26 ستمبر اتوار	1 حالاتِ اکابرِ احرار	پروفیسر خالد شبیر احمد	6:30
	2 طلبہ سے گفتگو اور جہدِ عملی کا طریقہ	عبداللطیف خالد چیمہ	7:30
	3 اختتامی تقریب: تقریب تقسیم انعامات، اختتامی تقریر و دعا	قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری	8:30
	4 روانگی مزارات امیر شریعتؒ و ابنائے امیر شریعتؒ اور تاریخی مقامات کی سیر		10:30

شعبہ نشر و اشاعت: مجلس احرار اسلام پاکستان

رابطہ: ملتان: 061-511961 لاہور: 042-5865465 چیچہ وطنی: 0445-482253 چناب نگر: 04524-211523